REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT No. R.N. 61/57.

Regd. No. P. 67.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۲۰

شمارہ ۴۸

ایڈیٹر:۔ محمد حفیظ بقاپوری

نائب ایڈیٹر:۔ خورشید احمد انور

شرح چندہ

سالانہ	۱۰ روپے
ششماہی	۵ روپے
ممالکِ غیر	۲۰ روپے
فی پرچہ	۲۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN.

۱۳ رشوال ۱۳۹۱ ہجری — ۲ رفتح ۱۳۵۰ ہش — ۲ ردسمبر ۱۹۷۱ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۳۰ رنبوت (نومبر)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ۲۴ رنبوت کی اطلاع مظہر ہے کہ :۔

”حضور انور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے“ الحمدُ للہ

احباب حضور کی صحت و عافیت اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر طرح اپنا فضل شاملِ حال رکھے آمین۔

قادیان ۳۰ رنبوت۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل وعیال بفضلہٖ تعالیٰ خیریت سے ہیں الحمد للہ۔

★—— محترم حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل مع جملہ درویشان کرام بفضلہٖ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ ٭

قرآنِ مجید کی دو آیتیں

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

سورۃ البقرۃ آیت ۲۷۴، ۲۷۵

ترجمہ:۔ (یہ چندہ جات) ان محتاجوں کیلئے ہیں جو اللہ کی راہ میں (دوسرے کاموں سے) روکے گئے ہیں وہ ملک میں آزادی سے آجا نہیں سکتے (ایک) بے خبر (شخص ان کے) سوال سے بچنے کے سبب سے انہیں غنی خیال کرتا ہے تم ان کو ان کی ہیئت سے پہچان سکتے ہو۔ وہ لوگوں سے لپٹ لپٹ کر سوال نہیں کرتے اور تم جو اچھا مال بھی (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو اللہ اس سے یقیناً خوب واقف ہے جو لوگ اپنے مال رات اور دن پوشیدہ (بھی) اور ظاہر (بھی) (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے رہتے ہیں ان کیلئے ان کے رب کے پاس ان کا اجر (محفوظ) ہے اور نہ (تو) انہیں کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ (تفسیر صغیر ص۷۳)

اہلِ ثروت مخلصین جماعت کے نام

درویشانِ قادیان سے متعلق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک پیغام

شعائر اللہ کی خدمت اور دین کی اشاعت و تبلیغ کے سلسلہ میں قادیان میں مقیم درویشانِ کرام عرصہ چوبیس سال سے جو خدمات سرانجام دے رہے ہیں اس کی تفاصیل سن کر بیرونجات کے احباب بھی دل میں ایسی ہی خدمات سرانجام دینے کا شدید اشتیاق رکھتے ہیں لیکن اپنے مخصوص حالات کی مجبوری کی بنا پر اس سے قاصر رہتے ہیں۔ لیکن اس خواہش کو ایک اور رنگ میں بھی پورا کیا جاسکتا ہے جس کو ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے ایک پیغام میں بیان فرمایا۔ آج سے دو سال قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کے اہلِ ثروت مخلصین کے نام ایک خصوصی پیغام ارسال فرمایا تھا جو نہایت درجہ روح پرور اور ایمان افروز پیغام ہونے کے لحاظ سے اس قابل ہے کہ اسے احباب کے نوٹس میں بار بار لایا جائے۔ اس لئے اسی غرض سے ذیل میں اس پیغام کا متن بجنسہٖ نقل کیا جاتا ہے احباب اسے بغور مطالعہ فرمائیں اور جو توقعات پیارے امام ہمام نے ان سے وابستہ رکھی ہیں انہیں مقدور بھر پورا کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے آمین —— (ایڈیٹر)

اہلِ ثروت مخلصین جماعت!

آپ اپنے لئے ذریعۂ معاش کے انتخاب میں آزاد ہیں۔ خدا کے فضل سے ہر طرف وسیع میدانِ عمل موجود ہیں خدا تعالیٰ کی دی ہوئی طاقتوں اور اسکی دی ہوئی توفیق سے آپ اپنے اور اپنے اہل و عیال کے گزراوقات کیلئے ہر ممکن ذریعہ استعمال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اموال میں برکت دیتا ہے جس کی وجہ سے آپ کو اپنی اور اپنے اہل و عیال کی ضروریات پورا کرنے میں خدا کے فضل سے بالعموم کوئی دقت نہیں ہوتی۔

مگر کچھ ایسے دوست بھی ہیں جنہوں نے ایک مقدس فریضہ کی ادائیگی کیلئے دنیا سے منہ موڑ لیا ہے۔ درویشانِ قادیان جو اپنے ذریعۂ معاش کے انتخاب میں آپ کی طرح آزاد نہیں۔ جن کا میدانِ عمل قادیان کی مختصر سی بستی تک محدود ہے۔ وہ وہاں صرف اپنی نہیں، ساری جماعت کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ ہمارے دل ان کیلئے محبت اور احترام کے جذبات سے مملو ہیں۔ ہم ان کے احسان مند ہیں کہ انہوں نے ہم سب کی نمائندگی کرتے ہوئے اس مقدس فریضہ کی ادائیگی میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا ہے اور دنیا سے منہ موڑ لیا ہے۔ دنیا باوجود اپنی وسعتوں کے ان کیلئے محدود ہو کر رہ گئی ہے۔ انکے ذرائع معاش محدود ہیں مگر ضروریات انسانی ہم جیسی ہی ہیں پس ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ شکر گزاری کے جذبات کے ساتھ ہم ان کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر مقدم رکھیں اور انکی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے خیرات کے طور پر نہیں بلکہ قدر دانی اور محبت کے جذبات کے ساتھ ان کی ہر طرح امداد کریں۔ تا وہ فارغ البالی اور بے فکری کے ساتھ مرکزِ سلسلہ اور شعائر اللہ کی حفاظت کے مقدس فریضہ کی ادائیگی میں دن رات مصروف رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اموال میں اور زیادہ برکت دیگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث

۱۳ رظہور ۱۳۴۸ ہش

مالک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان ٭

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲؍ فتح ۱۳۵۰ ہش

تفسیرِ صغیر کا ہدیہ آپ کے لئے!

نظارت دعوۃ و تبلیغ کے اعلان سے احباب یہ خوشخبری سُن چکے ہیں کہ تفسیرِ صغیر کا تازہ ایڈیشن قادیان سے شائع کیا جا رہا ہے۔ ربوہ میں بلاک پر شائع شدہ تفسیر کو نظارت دعوۃ و تبلیغ کے زیرِ اہتمام جالندھر میں آفسیٹ پر شائع کرنے کا منصوبہ تیار ہو کر رمضان شریف کے مبارک مہینہ میں اس کی طباعت کا کام بھی شروع ہو چکا ہے۔ پریس والوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ ۳۱؍ جنوری ۱۹۷۲ء تک یہ ہدیہ ربوہ کی طرز پر مجلد کروا کر احباب تک پیش کر دیں گے۔ ربوہ سے جب تفسیرِ صغیر کا ایڈیشن دیدہ زیب صورت میں بلاک پر شائع ہوا تو احباب نے اسے ہاتھوں ہاتھ حاصل کر لیا۔ یہی وجہ ہے طبع شدہ نسخے جلد ختم ہو گئے۔ علاوہ ازیں جدید بین المملکتی مشکلات کے سبب ربوہ سے بسبب ضرورت تفسیر کے نسخے ہندوستانی احباب جماعت کو مل نہ سکنے کی شکایت تھی۔ اب اس قسم کی تمام مشکلات رفع ہو کر مرکزِ سلسلہ قادیان ہی سے تفسیرِ صغیر کا ہدیہ -/۱۸ روپے میں علاوہ محصول ڈاک دستیاب ہو سکے گی۔

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے جماعت پر صدہا احسانات میں سے تفسیرِ صغیر کی تیاری اور اس کی اشاعت بھی ایک ایسا عظیم احسان ہے جس کی شکر گزاری ہر احمدی پر فرض ہے۔ اور اس کا طریق یہی ہے کہ ہر احمدی گھرانے میں اس سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کیا جائے۔ تفسیرِ صغیر کیا ہے؟ قرآنِ مجید کا نہ صرف اُردو بامحاورہ ترجمہ ہی ہے جس سے ہر استعداد کے قاری کو کلام اللہ کے مضامین کے بسہولت سمجھ لینے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ بلکہ ساتھ کے ساتھ مختصر تفسیر بھی ہے۔ جس سے مشکل مقامات کی جامع مانع تشریح و تفصیل، اہم تاریخی واقعات پر جس عمدگی سے روشنی ملتی ہے اس سے کلام اللہ کی عظمت و اہمیت خود بخود واضح ہو جاتی ہے۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ تکمیل اشاعتِ قرآن کا ہے۔ اور حسب پیشگوئی برگزیدہ فارسی النسل "رجال" ان زمانے کی ضرورت کے مطابق ثریا پر گئے ہوئے ایمان یا قرآن لائے ہیں۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی کتب میں بیان شدہ حقائق و معارفِ قرآنی کے بعد حضرت مصلح موعود کی تفسیرِ کبیر اور تفسیرِ صغیر اس کا عملی ثبوت ہیں۔

ہر شخص کو نہ اس قدر فرصت ملتی ہے اور نہ ہر ایک کی ایسی استعداد بھی ہوتی ہے کہ تفسیرِ کبیر کے بحرِ زخار سے کماحقہٗ فائدہ اُٹھا سکے۔ لیکن تفسیرِ صغیر میں بیان کردہ خزائن ہر سچے مسلمان کے لئے اسی طرح سہل الحصول بنا دیئے گئے ہیں کہ بس ہمت اور عزم کی ضرورت ہے۔ ہماری ہمیشہ ہی دلی خواہش رہی ہے کہ تفسیرِ صغیر کا یہ قیمتی تحفہ نہ صرف ہر گھر میں موجود ہونا چاہیئے۔ بلکہ گھر کے ہر ایسے باشعور فرد کا اپنا علیحدہ نسخہ ہونا چاہیئے۔ جسے وہ پیار اور محبت کے ساتھ روزانہ ضرور فرصت نکال کر قرآنِ کریم کی تلاوت کے ساتھ اس کے کچھ حصے کا مطالعہ کرے۔

ہر مخلص احمدی کو اسلام کے رُوحانی غلبہ اور اس کے سر بلند ہونے پر پورا ایمان اور یقین ہے اور قرائن اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ یہ زمانہ کچھ زیادہ دُور نہیں۔ اور وہ وقت بھی عنقریب ہی آنے والا ہے جب یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا کا نمونہ آنکھوں کے سامنے آجائے گا۔ جماعت کے زیرک احباب کا فرض ہے کہ اس جلیل القدر زمانے کے آنے سے قبل اس کے مناسب حال ابھی سے تیاری کر لی جائے۔ ہمیں اس وقت کا تصور کر کے بسا اوقات فکر دامنگیر ہونے لگتی ہے کہ جب چاروں طرف سے دین سکھائے جانے کا مطالبہ زوروں پر ہوگا تو خدا کرے کہ جماعت میں اس قدر کثیر تعداد میں ایسے افراد موجود ہوں جو علمِ دین سیکھنے کی خواہش رکھنے والوں کو مطمئن کر سکیں۔ تفسیرِ صغیر اسی تیاری کا ایک بڑا اہم زینہ ہے۔

ہندوستان کے احبابِ جماعت کے لئے اس بیش قیمت تحفہ کا حصول اب چنداں مشکل نہیں رہا ہے۔ جس نیک کام کا آغاز رمضان شریف کے مبارک مہینہ میں ہو چکا، خدا کرے کہ اس کی تکمیل بھی خدائی برکتوں اور فضلوں کے ساتھ ہو جائے۔ ——— اس لئے ہم دوستوں کو بتاکید تحریک کرتے ہیں کہ ابھی سے اپنے لئے زیادہ سے زیادہ نسخے دفتر دعوت و تبلیغ میں مقررہ شرائط کو پورا کرتے ہوئے ریزرو کرا لیں۔ اور جب یہ تحفہ آپ کے ہاتھ میں پہنچ جائے تو اس سے علمی اور رُوحانی استفادہ میں لگ جائیں۔

خدا کا شکر ہے کہ قادیان میں تو تفسیرِ صغیر کے ایڈیشن اوّل ہی کے زمانہ ہی سے استفادہ کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ اور اب تو اس کا دائرہ زیادہ وسیع ہو چکا ہے۔ قادیان کی نئی پود اس طرف توجّہ دے رہی ہے۔ مجلس خدّام الاحمدیّہ اور لجنہ اماء اللہ منصوبہ بند طریقے سے نوجوانوں۔ بچوّں اور بچیّوں کو تعلیم القرآن کلاسز میں حاضر کر رہے ہیں۔ ان کے لئے بھی تفسیرِ صغیر گھر کا معلّم ہے۔ اس کی اہمیت اور عظمت سے جس قدر ممکن ہو استفادہ کریں۔ خدا تعالیٰ سب احبابِ جماعت کو قرآنی علوم و برکات سے نوازتا چلا جائے اور اس کی محبّت بچے بچّے کے دِل میں اپنے خاص فضل کے ساتھ پیدا کر دے آمین۔

درویش فنڈ میں آپ کا حصّہ

مُلک کی تقسیم پر اب تو چوبیس سال تمام ہو رہے ہیں۔ اس کے ساتھ جماعتِ احمدیہ میں "درویشانِ قادیان" کا لفظ بھی ربع صدی سے بخوبی متعارف ہو چکا ہے۔ اللہ تعالےٰ بڑی رحمتیں نازل کرے، اُس بلند شخصیت پر جس نے خالص روحانی مقاصد کے پیشِ نظر قادیان کے مقدس مقامات کی خدمت اور آبادی کی غرض سے ایسے مخالفانہ حالات میں قیام کرنے والوں کو سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک الہام کی روشنی میں "درویش" کا نام دیا!!

اسی پرچہ میں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دو سال قبل کا نہایت درجہ رُوح پرور اور ایمان افروز موصولہ پیغام جماعت کے اہلِ ثروت مخلصین کے نام ایک بار پھر شائع کیا جا رہا ہے۔ یہ پیغام ایسا جامع اور مانع ہے کہ اس کے بعد مزید نہ کسی تشریح و تفصیل کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے اور نہ اس فنڈ کی اہمیّت پر کچھ کہنے یا لکھنے کی تشنگی۔

عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ جب درویشانِ قادیان کے بے نظیر دینی کارناموں کا ذکر آتا ہے تو بیرونجات کے بہت سے مخلص احباب کے دِلوں میں ایسی خواہش اُبھرتی ہے کہ کاش ہم بھی اس زمرہ میں شریک ہوتے۔ مگر ہر شخص کے حالات اور مجبوریاں اس امر کی اجازت نہیں دیتے کہ عملی رنگ میں شریک ہو سکے۔ لیکن جو صورت حضور انور نے اپنے پیغام میں احبابِ جماعت کے سامنے رکھی ہے اس کے ساتھ بلاشبہ وہ اس قربانی میں ضرور حصہ دار بن سکتے ہیں جو اپنی حُسنِ نیّت کے ساتھ اپنے پاک اموال سے ضرورتِ وقت کے مطابق مرکزِ سلسلہ میں ارسال فرماتے ہیں۔

حضور انور نے بڑی ہی جامعیّت کے ساتھ اُن ضروریات کی طرف اشارہ فرما دیا ہے۔ جن کو پُورا کرنے کے لئے اس فنڈ کا اجراء ہوا ہے۔ اور ہر شخص ہی اپنے حالات پر قیاس کرتے ہوئے اُن اہم ضروریات کا بخوبی اندازہ ذرا تفصیل کے ساتھ لگا سکتا ہے جو خود اُسے اپنے اہل و عیال اور اعزّہ و اقرباء کے لئے لاحقِ حال ہیں اور ادھر ملک میں گرانی کی صورتِ حال دن بدن بڑھ رہی ہے۔ اسی کے مطابق مرکز کی ضروریات میں اضافہ ایک ناگزیر صورت ہے۔ ہمیں دفتر بیت المال (آمد) سے معلوم ہوا ہے کہ اس سال ستّر ہزار (-/70,000) روپے کا بجٹ صرف اسی مد میں آمد کے لئے رکھا گیا ہے۔ جس کے مقابل میں اسی قدر اخراجات بھی ضرور ہوں گے۔ اخراجات کی نسبت تو ہم نے اُوپر مختصراً اشارہ کر دیا۔ اور یہ اخراجات اسی صورت میں پُورے ہونے ممکن ہیں جب اسی نسبت سے اس مد میں آمد بھی ہو!!

ہمیں ذی ثروت احباب کے خلوص اور دینی محبّت پر اعتماد کرتے ہوئے پورا یقین ہے کہ وہ اس مد کی طرف خاص توجّہ دیں گے۔ اور نہ صرف یہ کہ اس سال کے مقررہ بجٹ آمد کو زیادہ قربانی اور محبّتِ دینی کا عملی ثبوت دیتے ہوئے پورا کریں گے۔ بلکہ اس امر کو بھی ملحوظ رکھیں گے کہ مومن کا قدم ہمیشہ آگے کی طرف بڑھتا ہے۔ جو قدم پہلے قدم کے برابر رہا اسے ترقی تو نہیں کہتے۔ ترقی تو یہی ہے کہ پہلے قدم سے دوسرا قدم آگے ہو۔ اُدھر قادیان میں مقیم افراد جو محض للّٰہیّت کے جذبہ سے اپنے مستقبل سے بے نیاز ہو کر صرف اور صرف خدا کی رضا کے حصول کے لئے ساری دُنیائے احمدیت کی نمائندگی کرتے ہوئے مقاماتِ مقدسہ کی خدمت اور آبادی اور ہندوستان میں اشاعتِ دین کے اہم فریضہ کو ادا کرنے کے لئے دھونی رمائے بیٹھے ہیں کم سے کم جب تک وہ اپنے اس عزم بالجزم پر قائم ہیں بیرونجات کے احباب کا کام ہے کہ وہ بھی اپنے ذمّہ کا حصّہ اس کارِ خیر میں ڈالنے میں کسی ایک سال دو سال تین سال وغیرہ کی حد بندی میں محدود نہ رکھیں بلکہ اسے اس وقت تک جاری رکھیں جب تک کہ قادیان میں "درویشی" کا نام قائم ہے۔ گویا یہ ایک زبردست مقابلہ ہے جماعت کے

(باقی دیکھیں صفحہ ۱۱ پر)

ضمیمہ اخبار بدر مورخہ ۲ر فتح ۱۳۵۰ مطابق ۲ر دسمبر ۱۹۷۱ء

جلسہ سالانہ کی تاریخوں میں التواء

احباب جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جلسہ سالانہ قادیان جو ۱۸-۱۹-۲۰ ر دسمبر ۱۹۷۱ء کو قادیان میں منعقد ہونے والا تھا بعض ناگزیر وجوہ کی بناء پر فی الحال غیر معین عرصہ کے لئے ملتوی کر دیا گیا ہے۔ ہمارے ملک کے موجودہ حالات میں جب کہ جلسہ سالانہ کے انتظامات میں بعض دقتیں پیش آنے کا احتمال تھا۔ اور دور دراز کی جماعتوں کے احباب کو سفر میں مشکلات پیش آ سکتی تھیں، صدر انجمن احمدیہ قادیان نے یہی مناسب سمجھا کہ بزرگان کی اجازت سے فی الحال جلسہ سالانہ کا انعقاد ملتوی کر دیا جائے۔ اُس وقت تک کہ حالات سازگار ہو جائیں۔

آئندہ جونہی حالات اس کی اجازت دیں گے جلسہ سالانہ کی تاریخیں مقرر کر کے تمام جماعتہائے احمدیہ بھارت کو اطلاع دے دی جائے گی۔ احباب دعاؤں میں لگے رہیں کہ اللہ تعالیٰ جلد ہمیں اس مبارک جلسہ کے انعقاد کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ملک کے حالات جلد از جلد نارمل ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ تمام احباب کا حافظ و ناصر رہے

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان
۲ر دسمبر ۱۹۷۱ء

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کے فضل ہم پر اس وقت تک نازل ہوتے رہیں گے جب تک ہمارے دلوں میں بے مائیگی اور نیستی کا احساس شدت سے قائم رہے گا

الٰہی سلسلوں کے دو امتیازی نشان ہوتے ہیں اور وہ یہ کہ ان کا ہر فرد عبدِ مسلم اور عبدِ محسن ہوتا ہے

تم ان نشانوں کو قائم رکھو اللہ تعالیٰ کی احتیاج کا احساس زندہ رکھو اور خدا کے بندوں پر ہمیشہ احسان کرتے رہو

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۵ر صلح ۱۳۵۰ ہش ۱۵ر جنوری ۱۹۷۱ء بمقام مسجد مبارک ربوہ

سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ بنصرہ نے اس آیت کی تلاوت کی

بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ؕ

(البقرۃ آیت ۱۱۳)

اور فرمایا:-

"اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمتیں تو اس کی ساری ہی مخلوق پر نازل ہوتی ہیں۔ لیکن جب یہ رحمتیں اور برکتیں رب اور رحمان کی صفت کے جلووں کے ماتحت ہوتی ہیں تو انسان کے علاوہ جن پر وہ نازل ہوتی ہیں ان پر یہ ذمہ داری نہیں ہوتی کہ وہ اپنے اختیار اور مرضی سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور اس کی طرف اور بھی زیادہ جھکیں وہ تو مجبور ہیں لیکن انسان جب اللہ تعالیٰ کی رحیمیت کے جلوے دیکھتا ہے اور اسے اپنی حقیر اور

بے مایہ کوششوں کے ثمرات

ملتے ہیں تو اس وقت اس کے لئے رحیمیت کے دامن کو پکڑنا اور بھی زیادہ ضروری ہو جاتا ہے لیکن ان انسانوں میں سے بھی جو خدا کے لئے اپنی زندگی کے دن گزارنے والے ہوتے ہیں ایک گروہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضلوں کو دیکھتا ہے تو اس کے دل میں تکبر اور غرور پیدا ہو جاتا ہے وہ یہ سمجھنے لگتا ہے کہ شاید رحیمیت کے دست قدرت نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے یہ کامیابیاں عطا نہیں کیں بلکہ میں نے جو حاصل کیا ہے وہ اپنی تدبیر اور اپنی عقل اور اپنے ذرائع اور اپنی کوشش اور اپنی دانائی سے حاصل کیا ہے (اللہ تعالیٰ ایسے خیال سے محفوظ رکھے) مگر جو لوگ خدا کے سچے عاشق ہوتے ہیں ان پر جب رحیمیت کے جلوے ظاہر ہوتے ہیں اور اس دنیا کی نعمتیں ہر رنگ میں انہیں ملتی جاتی ہیں تو ان کے وجود ان کی روح کے گوشے گوشے میں بے مائیگی اور نیستی کا احساس اور بھی شدت اختیار کر جاتا ہے۔

یہ احساس بے مائیگی اور نیستی ایک مومن کی جان اور اللہ کے عاشق کی روح ہے۔ یہی وہ بنیادی نکتہ ہے جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کا ایک بندہ اس کے فضلوں اور رحمتوں کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرتا چلا جاتا ہے

ہمارا رب صمد اور غنی ہے اسے کسی شخص کی اور کسی شے کی احتیاج نہیں لیکن ہم ہر آن اور ہر لحظہ اس کے محتاج ہیں۔ کوئی چیز بھی تو اس دنیا میں ایسی نہیں جو اس کے فضل کے بغیر حاصل کی جا سکتی ہو۔ جب تک آسمانوں سے اس کا فیصلہ نہ ہو اس وقت تک نہ کوئی عزت مل سکتی ہے نہ کوئی رتبہ پایا جا سکتا ہے۔ نہ مال ملتا ہے۔ نہ کوئی

خوشی اور مسرت

حاصل ہوتی ہے یہ حقیقی عزتیں اور وہ اموال جو بھلائی اور خیر کا موجب بنتے ہیں اور وہ جتھہ اور خاندان جس سے انسان حقیقی مسرتیں حاصل کرتا ہے۔ یہ حقیقی عزتیں اور مسرتیں اسی کو ملتی ہیں جو خود کو بے مایہ اور نیست سمجھے اور ہر چیز کے ملنے پر اللہ تعالیٰ کی قدرت کا احساس پیدا کرے اور ہر نعمت میں اس کے پیار کا جلوہ اسے نظر آئے

اللہ تعالیٰ نے گذشتہ سال اندرون ملک بھی اور بیرون ممالک میں بھی جماعت احمدیہ پر بڑے ہی فضل نازل کئے۔ اس نے بشارتیں بھی دیں اور بشارتوں کو پورا بھی کیا۔ اللہ تعالیٰ کی اتنی رحمتیں جماعت احمدیہ اور اس کے افراد پر نازل ہوتی ہیں کہ ان کا گننا ممکن ہی نہیں۔ وہ تو شمار میں آ ہی نہیں سکتیں

جب میں ان فضلوں کو دیکھتا ہوں تو میرے دل میں یہ خوف بھی پیدا ہوتا ہے کہ کہیں جماعت کا کوئی حصہ کبر و غرور کی بیماری میں مبتلا ہو کر اللہ تعالیٰ کے قہر اور غضب کا وارث نہ بن جائے اس لئے میں آج بڑوں اور چھوٹوں، مردوں اور عورتوں کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل تم پر اسی وقت تک نازل ہوتے رہیں گے جب تک کہ تم اپنے دلوں میں بے مائیگی اور نیستی کا احساس پوری شدت کے ساتھ قائم رکھو گے۔

الٰہی سلسلوں کے

دو امتیازی نشان

ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ الٰہی سلسلوں میں داخل ہونے والا اور اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت کا فرد عبدِ مسلم ہوتا ہے اور دوسرے یہ کہ وہ عبدِ محسن ہوتا ہے۔

میں نے جو آیت ابھی تلاوت کی ہے اس میں ان دونوں باتوں کی طرف اشارہ ہے۔ اسلام نام ہے اس بات کا کہ انسان کا اپنا کوئی ارادہ باقی نہ رہے اور اس پر ایک موت وارد ہو جائے۔ انسان اپنی تمام خواہشات کے ساتھ اور اپنی تمام قوتوں کے ساتھ اپنے رب کے پاؤں پر گر جائے اور اس سے یہ کہے کہ اے میرے پیدا کرنے والے میرے رب! جو کچھ مجھے ملا وہ تیرے فضل سے ملا جو کچھ مجھے مل رہا ہے وہ تیرے فضل سے مل رہا ہے اور جو کچھ مجھے ملے گا۔ وہ بھی تیرے فضل سے ہی ملے گا کیونکہ میں تو کچھ بھی نہیں ہوں۔ میری آنکھ صرف اس وقت دیکھ سکتی ہے جب تیرا فضل اسے کہے کہ دیکھ۔ میری زبان اس وقت بول یا چکھ سکتی ہے جب زبان پر تیرا حکم نازل ہو کر وہ بولے اور لذت اور سرور حاصل کرے۔ اسی طرح میرے کانوں کی شنوائی بھی تیری رحمت کی محتاج اور میرے حواس کی حس بھی

تیرے فضل کے بغیر

زندہ اور قائم نہیں رہ سکتی۔ اے خدا! تو نے ہمیں بہت کچھ دیا ہے تو قادر و توانا ہے اور بہت کچھ دے سکتا ہے۔ ہماری امیدوں سے بھی زیادہ، ہماری توقعات سے بھی زیادہ، ہمارے تخیل اور تصور سے بھی زیادہ دے سکتا ہے ہمیں جو کچھ بھی مل سکتا ہے وہ تیری رحمت کے طفیل ہی مل سکتا ہے ہم تیرے حضور جھکتے اور تیری رضا کی خاطر اور تیرے وصال کے لئے تیری محبت پانے کے لئے ہم اپنے اوپر ایک موت وارد کرتے ہیں۔ اے زندہ اور زندگی بخش! تو ہماری اس موت کو اپنی راہ میں قبول کر اور ہمیں وہ زندگی دے جس پر فرشتے بھی رشک کریں۔

ہر احمدی جب تک عبدِ مسلم نہیں بنتا یعنی یہ کہ ہر وقت اور ہر آن اسے یہ احساس رہے کہ اس نے جو کچھ بھی پایا وہ

اللہ تعالیٰ کے فضل

سے پایا اور ہم جو کچھ بھی پائیں گے وہ اسی کے فضل سے پائیں گے ہم تو کچھ بھی نہیں ہیں ہمارے پاس نہ تو عزت ہے نہ دولت ہے اور نہ اقتدار ہے۔ اللہ تعالیٰ بانٹتا ہے اور اموال بھی وہی تقسیم کرتا ہے۔ پھر اموال جب موصول ہو جاتے ہیں تو ان کے اچھے نتائج بھی وہی نکالتا ہے جس سے ایک خوشی اور بشاشت کا ماحول پیدا ہوتا ہے۔

پس تم ہمیشہ عبدِ مسلم بنے رہو کیونکہ اس کے بغیر ہم اپنے مقصود کو پا نہیں سکتے۔ اس کے بغیر اللہ تعالیٰ جو ہم سے چاہتا ہے وہ ہم اسے دے نہیں سکتے۔ اس کے بغیر وہ موت ہمیں مل نہیں سکتی جس کے بعد ایک ابدی اور خوشحال زندگی آسمانوں سے عطا کی جاتی ہے۔

دوسرا امتیازی نشان الٰہی جماعتوں اور ان جماعتوں کے افراد میں یہ نظر آتا ہے کہ وہ عبدِ محسن ہوتے ہیں۔ ان میں سے ہر شخص خدا تعالیٰ کی راہ میں تمام شرائط کے ساتھ اعمال صالحہ کو بجا لانے والا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر احسان کرنے والا ہوتا ہے۔

احسان کے لفظ کو جب دوسروں پر احسان کے معنوں میں استعمال کیا جائے تو اس کا

مطلب یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو حقوق دیئے تھے وہ اپنے یہ حقوق بھی اپنے بھائیوں کو دے دیتا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی رضا مل جائے۔ اور پھر احسان کے یہ معنے بھی ہوتے ہیں کہ اسلام میں اللہ تعالیٰ نے ہر فرد واحد کے حقوق قائم کئے ہیں انسان ان حقوق سے زیادہ دینے کے لئے تیار ہو جائے۔ ایسا شخص محسن ہوتا ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ پیار کرتا ہے قرآن میں آیا ہے کہ محسنوں سے اللہ تعالیٰ پیار کرتا ہے۔ یہ وہ محسن ہوتا ہے جس کے متعلق قرآن کریم کہتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہوتا ہے۔

پس جب ہم عبد مسلم بننے کے بعد محسن بھی بن جائیں گے تو پھر یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ عبد مسلم بنے بغیر کوئی شخص حقیقی معنے میں محسن نہیں بن سکتا۔ اسلئے عبد مسلم بھی بنئے اور عبد محسن بھی بنئے اور خدا تعالیٰ کے بندوں سے پیار کرنے لگے اور ان کے لئے اپنے حقوق کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو جائے ... کہ اللہ تعالیٰ نے جو حقوق قائم کئے ہیں ان سے زائد دینے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ تو یہ وہ محسن ہوتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ

(العنکبوت ع ۷)

غرض یہ کہ

اللہ تعالیٰ کی معیت

حاصل ہو جائے۔ اسے کسی غیر کی احتیاج کہاں باقی رہتی ہے۔ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہے۔ وہ ساری دنیا پر غلبہ حاصل کر کے بھی ناکام نہیں ہو سکتا۔

پس اے میرے بھائیو! اور بہنو! اپنے ان دو امتیازی نشانوں کو قائم رکھو۔ ہمیشہ عبد مسلم بنے رہو۔ ہمیشہ اپنے دل اور اپنی روح میں اللہ تعالیٰ کی احتیاج کا احساس زندہ رکھو۔ اسے غنی اور صمد سمجھو اور خود کو بے مایہ اور نیست جانو۔ خدا کے بندوں پر احسان کرو۔ اگر کبھی تمہارا حق مارا بھی جائے تو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اس حق کو برضا و رغبت چھوڑ دو۔ اگر کبھی تمہیں دوسرے کی خوشی کے لئے اپنے حقوق چھوڑنے پڑیں تو اسی میں اپنی خوشی اور اسی میں اپنی زندگی سمجھو اور جو حقوق اللہ تعالیٰ نے دوسروں کے قائم کئے ہیں ان سے زائد دو، ان سے کم نہ دو، کیونکہ اس کے بغیر ہم اللہ تعالیٰ کی محبت کو حاصل نہیں کر سکتے اور اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کئے بغیر یہ زندگی اس قابل نہیں کہ آدمی ... بیکار ہے۔

خدا کرے کہ ہم میں سے ہر ایک عبد مسلم اور عبد محسن بنا رہے۔ اور خدا کرے کہ ہم سے ہر ایک اپنے اوپر ایک نیستی اور موت وارد کر کے اللہ تعالیٰ سے ایک نئی زندگی حاصل کرنے والا ہو۔ وہ نئی زندگی جسے اللہ تعالیٰ نے دیکھے اور خوش ہو اور جس کے نتیجہ میں اس کا وصال اور اس کی رضا ہمیں حاصل ہو۔ آمین۔

سنسکرت زبان کا ایک لفظ

محترم شیخ محمد احمد صاحب مظہر امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع لائلپور

نوٹ:- خاکسار سنسکرت زبان کی تقریباً ساری لغت کو عربی تک پہنچا چکا ہے اور کتاب مذکور انشاء اللہ عنقریب چھپوانے کا ارادہ ہے اس میں سے ایک نوٹ کا اردو ترجمہ پیش خدمت ہے۔

۱- PIRTHI سنسکرت کا ایک لفظ ہے جس کے معنے ہیں (چوڑی کی گئی۔ یعنی زمین) اس لفظ کا عربی ماخذ ہے فسطح چوڑا کرنا اس ایک لفظ سے چند مسائل ثابت ہوتے ہیں

۱- اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے

ا: أَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ

ب: وَالْأَرْضَ فَرَشْنَاهَا

ج: فَنِعْمَ الْمَاهِدُونَ

د: وَهُوَ الَّذِي مَدَّ الْأَرْضَ

ہ: جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ بِسَاطًا

و: وَالْأَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحَاهَا

ز: ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ

ح: وَالْأَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ

ط: وَالْأَرْضِ وَمَا طَحَاهَا

ان آیات میں زمین کی وسعت اور فراخی کے مختلف پہلو بیان کئے گئے ہیں۔

۲- منن الرحمٰن صلا۹ پر ہے۔

وَمِنْهَا الْأَلْفَاظُ بَقِيَتْ عَلٰى صُوَرِهَا الْأَصْلِيَّةِ وَمَا غَيَّرَ وُجُوهَهَا هَزَاهِزُ الْغُرْبَةِ۔

یعنی غیر زبانوں میں بعض الفاظ ایسے ہیں جو اپنی اصلی صورتوں پر باقی رہے اور پردیس کی دوری اور گردش نے ان کے چہروں کو متغیر نہیں کیا

وَرَجَعَتْ كَمَا سَافَرَتْ بِصِحَّةٍ وَسَلَامَةٍ (ایضاً)

یعنی صحت و سلامتی کے ساتھ اپنے وطن واپس آ گئے جس طرح کہ وہ گئے تھے ظاہر ہے کہ لفظ فرطح بغیر کسی تبدیلی کے قائم ہے اس لفظ کے بھائی بند الفاظ ذیل ہیں:۔

۳- فلطح	چوڑا کرنا
دلطح	چپٹا کرنا
فلنج	کھولنا
فلطح	چوڑا
بسطح	پھیلانا، چوڑا کرنا
بسط	چیرنا
بلطح	چوڑا کرنا (گول چیز کو)

یہ الفاظ چوڑائی کے باریک در باریک مفہوم کو تھوڑے تھوڑے فرق کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور مترادف ہیں۔ لیکن سنسکرت میں الفاظ کا یہ خاندان نہیں ہے اس لئے فَرَاضَاعَتْ أَنْسَابُهَا مِنْهَا ثُلَّةً (منن الرحمٰن صلا) نسب میں ثلمہ کو ضائع کر دیا کا مصداق لفظ فرطح ہے۔ عربی زبان میں الفاظ ہم آواز اور متماثل ہوتے ہیں جو ایک ہی مفہوم کے باریک فروق کو ظاہر کرتے ہیں اور ہم آواز اور ہم قافیہ بھی ہوتے ہیں جو غیر زبانوں میں جا کر الفاظ کا خاندان اکثر قائم نہیں رہتا۔ جیسا کہ لفظ "فرطح" اپنے خاندان سے بچھڑا ہوا فرد پایا جاتا ہے۔

۴- آلوطبہ فہرسن یعنی دقیقہ رس اور وسعت نظر کے لحاظ سے اہل لسان کا بادشاہ یورپ والوں میں شمار ہوتا ہے اس کا قول ہے کہ بہترین زبان وہ ہو گی جس میں ایک مفہوم کو اس طرح ادا کیا جائے کہ آواز اور مضمون میں ہم آہنگی پائی جائے ظاہر ہے کہ اس معیار پر عربی زبان کے مترادف الفاظ بطریق مذکورہ بالا پورے اترتے ہیں۔ کسی اور زبان میں یہ وصف نہیں ہے۔

۵- میکسملر (۱۸۲۳ تا ۱۹۰۰ء) کا قول ہے کہ سب سے قدیم زبان وہ ہو گی جس میں کثیر مترادفات ہوں۔ اس وصف میں کوئی غیر عربی زبان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ سنسکرت کے مادے بہت قلیل ہیں۔ اس لئے مفرد مترادف الفاظ سنسکرت میں نہایت قلیل ہیں اور مترادف الفاظ جو سنسکرت میں پائے جاتے ہیں وہ مرکب اور گھڑے ہوئے الفاظ ہیں نہ کہ مفرد الفاظ۔

۶- اوپر کی آیات میں زمین کی وسعت کے لئے نو الفاظ آئے ہیں اور اس مفہوم کے بیسیوں اور الفاظ عربی لغت میں مفرد حالت میں ملتے ہیں

۷- بقول میکسملر جس طرح کوئی انسان اس کائنات میں ایک ذرے کا اضافہ بھی نہیں کر سکتا اسی طرح کوئی شخص زبان کے کسی نئے مادے کے بنانے پر بھی قدرت نہیں رکھتا۔ عرب ایک امی قوم وادی غیر ذی زرع میں رہنے والی علوم و تمدن کی شاہراہوں سے الگ تھلگ بستی تھی اس لئے یہ بات ممکن نہیں ہے کہ وہ اپنی زبان کو ایسے باریک فروق کو مدنظر رکھ کر ڈھال سکے۔

۸- منن الرحمٰن صلا۷ پر ہے۔

وَمِنَ الْعَجَائِبِ أَنَّهَا كَانَتْ لِسَانَ الْأُمِّيِّينَ وَمَا كَانُوا أَنْ يَجْتَنُوهَا كَالْعُلَمَاءِ الْمُتَبَحِّرِينَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ فَلْسَفَةُ الْيُونَانِيِّينَ وَلَا فُنُونُ الْهُنُودِ وَالصِّينِيِّينَ وَمَعَ ذٰلِكَ نَجِدُهَا أَنْصَحَ الْأَلْسِنَةِ لِتَعْبِيرِ خَوَاطِرِ الْحُكَمَاءِ"

اور عجائب میں سے یہ بات ہے کہ وہ امیوں کی زبان ہے اور وہ اس کو علماء متبحر کی طرح مستعمل نہیں کرتے تھے اور ان کو یونانیوں کے فلسفہ میں سے کچھ حصہ نہیں تھا اور نہ ان کے پاس ہندوؤں اور چینیوں کے علوم تھے اور باوصف اس کے ہم اس زبان کو حکماء کے نازک خیالوں کے ادا کرنے کے لئے تمام زبانوں سے فصیح پاتے ہیں۔

زبانوں کی تاریخ سے اور خصوصاً سنسکرت کے متعلق یہ بات ثابت ہے کہ سینکڑوں سنسکرت کے نام اور نحوی قاعدے بعد ترقی سنسکرت کو مستعمل کرنے میں آسکے ہیں اور یہ بات سنسکرت کے مسلمات سے ہے

۹- "وَلَا يُوجَدُ فِيهَا مَا تَجِدُهُ فِي اللِّسَانِ الْهِنْدِيَّةِ وَغَيْرِهَا مِنَ الْأَلْسِنَةِ قَلِيلًا مِنَ الْأَلْفَاظِ الْمُفْرَدَةِ فَإِنَّهَا لَيْسَتْ مِنْ دَارِهَا الْخَرِبَةِ وَلَا مِنْ غَيْبَتِهَا الْمُمَزَّقَةِ بَلْ هِيَ كَالْأَنْوَارِ الْمُشْرِقَةِ أَوْ الْأَمْتِعَةِ الْمَسْرُوقَةِ فِي بَيْتِ الْمَسَاكِينِ"

(منن الرحمٰن صلا۸۶)

یعنی تجھ کو یہ بات شک میں نہ ڈالے کہ تو سنسکرت وغیرہ میں کچھ مفرد الفاظ پاتا ہے کیونکہ وہ الفاظ

(باقی صفحہ ۱ پر)

”درویش فنڈ کب تک جاری رہیگا؟“

ایک دوست کے سوال کا جواب

از مکرم چودھری فیض احمد صاحب گجراتی قائمقام ناظر بیت المال (آمد) قادیان

”درویش فنڈ کب تک جاری رہے گا؟“

یہ ایک بیحد سادہ اور بے ساختہ سا سوال ہے جو میرے ایک دورہ کے دوران ایک مخلص دوست نے مجھ سے کیا۔ اور میں نے ویسی ہی سادگی اور بے ساختگی سے انہیں جواب دیا تھا کہ:-

”جب تک درویش زندہ موجود ہیں“

لیکن بعد میں جب مجھے مزید سوچنے کا موقع ملا تو اس سوال نے میرے ذہن میں کچھ اور سوالات پیدا کر دیئے اور میں نے محسوس کیا کہ اس دوست کا سوال تو بہت واضح تھا اور قدرتی بھی۔ لیکن میرے جواب میں کچھ اجمال رہ گیا۔ تاہم اس کی تفصیل کو میں نے کسی مناسب موقع کے لئے اٹھا رکھا تھا اور اب کچھ عرض کرنے کی کوشش کر رہا ہوں

اس کارگہِ حیات میں اُبھرتی ہوئی اور ترقی کی منزل کی طرف قدم بڑھاتی ہوئی قوموں کی زندگی میں، جبکہ وہ مشکلات و مصائب سے نبرد آزما ہوتی ہوئی ایک ایک قدم اپنی منزل کی طرف بڑھ رہی ہوتی ہیں بسا اوقات ایسے مواقع بھی آتے ہیں کہ بڑی سادگی سے ان کے نہاں خانۂ قلوب سے عرشِ اعلےٰ کو مخاطب کرتی ہوئی یہ صدا اٹھتی ہے کہ

مَتٰی نَصْرُ اللّٰہ

ان کی اس صدا میں کوئی شکوہ نہیں ہوتا۔ عدم یقین بھی نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی ان کے عزم کی اس پختگی میں کوئی دراڑ ہوتی ہے جو منزل کو پا لینے کے لئے ان کے دلوں میں فولادی میخ کی طرح جڑا ہوا ہوتا ہے بلکہ مَتٰی نَصْرُ اللّٰہ کے سوال کی مثال کچھ ایسی ہی ہے جیسے ایک کمسن بچہ اپنے باپ کی انگلی پکڑے کسی سفر پر جا رہا ہو اور بڑے بھولپن سے اپنے باپ سے پوچھے کہ

”ابا! ہمارا گاؤں کب آئے گا؟“

اور ابا کہہ دے کہ

”بیٹا! بس ہم پہنچنے ہی والے ہیں“

بعینہٖ جب زندگی کی جدوجہد میں قوم کے دبے ہوئے جذبات کا تموّج ایک آہ بن کر مَتٰی نَصْرُ اللّٰہ کی شکل اختیار کر لیتا ہے تو عرشِ اعلیٰ سے آفرینندۂ خلائق کی آواز آتی ہے کہ

”میرے بچو! اَلَا اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْب“

یعنی تم بڑھتے چلو۔ ایک غیر منقطع تگ و دو اور ہمتِ مردانہ کے ساتھ اپنی منزل کی طرف سفر جاری رکھو۔ وہ دیکھو! منزل خود چل کر تمہارے قریب آ رہی ہے۔

سو میں غور کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جس دوست نے مجھ سے یہ سوال کیا تھا کہ ”درویش فنڈ کب تک جاری رہے گا؟“ تو یہ محض اس سوال کے الفاظ تھے۔ اور ان الفاظ کے پسِ پشت حقیقی مفہوم یہ تھا کہ مَتٰی نَصْرُ اللّٰہ اور ظاہر ہے کہ مَتٰی نَصْرُ اللّٰہ کی بیتاب آواز خوف و امید کی کشمکش کے وقت مضمحل ہوتے ہوئے اعصاب کی صدائے بازگشت ہوتی ہے بلکہ میرا تو یہ عقیدہ ہے کہ مَتٰی نَصْرُ اللّٰہ کی آواز دراصل اَلَا اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْب کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ کسی شاعر نے اسے بڑے اچھے انداز میں یوں بیان کیا ہے ؎

خبر بھی ہے تجھے ناحق دعا کو کوسنے والے
اثر سے جب ہو مایوس تو ہوتا ہے اثر پیدا

سیدی حضرت قمر الانبیاء صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایک مرتبہ حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب امیر مقامی قادیان کے نام درویشوں کے لئے پیغام بھجواتے ہوئے تحریر فرمایا تھا کہ:-

”اگر آپ خلوصِ نیت اور سچی محبت اور ایک جذبۂ خدمت کے ساتھ قادیان میں ٹھہرے رہیں گے اور اپنے آپ کو احمدیت کا اعلیٰ نمونہ بنائیں گے تو نہ صرف خدا کے حضور میں یہ آپ کی خدمت خاص قدر کی نگاہ سے دیکھی جائے گی بلکہ آنے والی نسلیں بھی آپ کے نمونہ کو فخر کی نگاہ سے دیکھیں گی۔ بے صبر انسان جلدی تھک جاتا ہے اور کچھ وقت کی انتظار کے بعد مَتٰی نَصْرُ اللّٰہ کی آواز بلند کرنے لگتا ہے۔ مگر یہی وہ وقت ہوتا ہے کہ جب خدا کی نصرت قریب تر آ کر نئے میدان کا دروازہ کھولنے والی ہوتی ہے“

(الفرقان۔ ربوہ۔ درویشانِ قادیان نمبر صفحہ ۲۸)

مجھے چونکہ نظارت بیت المال کا ایک خادم ہونے کی وجہ سے اس معاملہ سے براہِ راست ایک گونہ تعلق ہے اس لئے جہاں تک ”درویش فنڈ“ کی اہمیت کا سوال ہے میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ ہماری جماعت کے مخلصین خداتعالےٰ کے فضل سے اس اہمیت کو دل وجان سے تسلیم کرتے ہیں اور اپنی اپنی حیثیت اور اللہ تعالےٰ کی دی ہوئی توفیق کے مطابق اس فنڈ میں بڑھ چڑھ کر حصہ بھی لیتے ہیں۔ بعض مستطیع دوست جنہیں اللہ تعالےٰ نے اپنی نعمتوں سے نواز کر اخلاص کے مقام پر کھڑا کیا ہے وہ اس فنڈ میں ہزاروں روپیہ سالانہ دیتے ہیں اور کم استطاعت رکھنے والے مخلصین بھی اپنی اپنی حیثیت کے مطابق ذوق و شوق اور احساسِ فرض کے ساتھ اس فنڈ میں حصہ لیتے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ احمدیت کی تاریخ کے اس نازک دور میں احمدیت کے دائمی مرکز کی خدمت کرنے والے درویشوں کی ضروریات کا خیال رکھنا ان کے لئے ضروری ہے۔ ان کے ذہنوں میں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا یہ ارشادِ گرامی ہمیشہ مستحضر رہتا ہے کہ

”بیرونی جماعتیں اپنے بھائیوں کا خیال رکھیں۔ خصوصاً قادیان میں جو اصحاب الصفّہ رہتے ہیں ان کے متعلق ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ جس قدر غلہ اپنے لئے جمع کرے اس کا چالیسواں حصہ ان کے لئے نکال کر بھیج دے۔ مگر جیسا کہ میں نے پہلے بھی بتایا ہے وہ غلہ صدقہ سمجھ کر نہ دیں، بلکہ ایک اسلامی بھائی چارہ کے لئے قربانی سمجھ کر دیں۔۔۔“

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا قادیان کے درویشوں پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ حضورؓ نے انہیں اصحاب الصفّہ قرار دے کر عزت افزائی فرمائی۔ اور جماعت کے مخلصین کے دلوں میں ان کے لئے ایک مقام پیدا کر دیا۔ اور اللہ تعالےٰ کا یہ بہت بڑا فضل ہے کہ احبابِ جماعت نے بھی ہمیشہ درویشوں کو عزت اور قدر کی نگاہ سے دیکھا۔ اس کا ثبوت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے کہ جماعت کے مخلصین متواتر ۲۳ سال سے اپنے ان بھائیوں کے لئے جذباتِ محبت اور فراخدلی کے ساتھ نہ صرف قربانی کرتے چلے آ رہے ہیں بلکہ ان کی قربانیوں کی مقدار میں بھی اور رفتار میں بھی اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ یا یوں سمجھئے کہ انہوں نے خداتعالےٰ سے یہ خاموش عہد کر رکھا ہے کہ وہ اس کی دی ہوئی توفیق کے مطابق اس آزمائشی دور میں نہ صرف اشاعتِ اسلام کی خاطر قربانی کرتے رہیں گے بلکہ وہ اپنے درویش بھائیوں کی تکالیف کے ازالہ کے لئے اور انہیں ذہنی انتشار سے بچانے کے لئے بھی مقدور بھر کوشش کرتے رہیں گے اور جماعت کا گزشتہ ۲۳ سالہ عمل — مخلصانہ عمل اس پر شاہدِ ناطق ہے اور کیوں نہ ہوتا جب کہ مخلصین جماعت کو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا یہ ارشاد بھی یاد رہتا ہے کہ:-

”دراصل قادیان کو آباد رکھنا ساری جماعت کا فرض ہے۔ لیکن تقدیرِ الٰہی کے ماتحت ایک حصہ کو قادیان سے نکلنا پڑا۔ اور دوسرا حصہ قادیان میں آباد ہونے کی توفیق نہ پا سکا۔ اور صرف قلیل حصہ کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ وہ موجودہ حالات میں قادیان میں ٹھہر کر خدمتِ دین بجا لاویں

پس دوسروں کا فرض ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کی خدمت اور آرام کا خیال رکھیں اور انہیں کم از کم ایسی مالی پریشانیوں سے بچا دیں جو توجہ کے انتشار کا موجب ہوں۔ حقیقتاً ہم پر **درویشوں کا یہ احسان ہے کہ بھاری قربانی کر کے قادیان میں ہماری نمایندگی کر رہے ہیں۔ پس یہ امداد ہرگز صدقہ اور خیرات کے رنگ میں نہیں بلکہ ایک محبت کا تحفہ ہے جو شکرانہ اور قدردانی کے رنگ میں ہم یا ہندوستانی دوست درویشوں کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔**“

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضؓ کے ان قیمتی ارشادات کے بین السطور سے یہ مفہوم بھی متبادر طور پر واضح ہو جاتا ہے کہ ”درویش فنڈ“ جو ان بزرگان کی تحریک پر جاری ہوا تھا، درویشوں کے لئے دورِ درویشی میں جاری رہے گا۔ اور پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ درویشی کے دور کی آخری تعیین ہو ہی نہیں سکتی۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کے مقدرات کا تعین قبل از وقت ممکن نہیں ہوا کرتا۔ البتہ الٰہی جماعتیں اس باریک نکتہ کو

اچھی طرح سمجھتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے صبر و رضا کی کٹھن آزمائشوں میں پورا اترنے کے بعد بہرحال پورے ہوتے ہیں۔ زمین کی گردش رُک سکتی ہے۔ سُورج کی تمازت اور چمک زائل ہو سکتی ہے۔ چاند سے چاندنی مفقود ہو سکتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے وعدے ٹل نہیں سکتے۔ وہ بہرحال اپنی پوری شان و شوکت سے پورے ہوتے ہیں۔

اور پھر ہماری جماعت نو خدا تعالیٰ کے فضل سے ایسے بے شمار وعدوں کو شدید ترین مخالف حالات میں سینکڑوں بار پورے ہوتے دیکھ کر علیٰ وجہ البصیرت یقین کے اس طارم اعلیٰ پر قائم ہے، جہاں اس کے قدموں میں کبھی لغزش نہیں آ سکتی۔ ہم میں سے ہر ایک نے احمدیت کے خلاف بپھرے ہوئے طوفانوں کو اٹھتے دیکھا ہے اور انجام کار ہر طوفان کے بعد یہ بھی دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے زبردست ہاتھ نے نہ صرف ہماری جماعت کو ان طوفانوں کی تباہ کاریوں سے محفوظ رکھا بلکہ انہی طوفانوں کو احمدیت کی ترقی کا موجب بنا دیا۔

پس جب ہم اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے عینی شاہد ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم خدا تعالیٰ کے ان دائمی وعدوں پر یقین نہ رکھیں کہ

اَلَا اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغَالِبُوْنَ

عبوری دور میں حالات خواہ کتنی مایوس کن صورت اختیار کر لیں۔ مصائب کی آندھیوں میں خواہ کتنی تندی آ جائے اور ابتلاؤں کا زمانہ خواہ کتنا ہی لمبا ہو جائے، کامیابی بالآخر مومنین کے لئے ہی مقدر ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ روز اول سے لوح محفوظ پر لکھ رکھا ہے کہ

لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ

ہمارا ایمان ہے کہ یہ تقدیر اٹل اور غیر مبدّل ہے اور قرنہا قرن کی تاریخ انبیاء اس پر شاہد ہے۔

درویش فنڈ کے متعلق ہمارے موجودہ امام ہمام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعتہائے احمدیہ بھارت کے اہل ثروت مخلصین کے نام جو ایک خاص پیغام ۱۳؍ ظہور ۱۳۴۸ہش مطابق ۱۳؍ اگست ۱۹۶۹ء کو ارسال فرمایا تھا اس میں حضور فرماتے ہیں:۔

”آپ اپنے لئے ذریعہ معاش کے انتخاب میں آزاد ہیں۔ خدا کے فضل سے ہر طرف وسیع میدان عمل موجود ہیں .... مگر کچھ ایسے دوست ہیں جنہوں نے ایک مقدس فریضہ کی ادائیگی کے لئے دُنیا سے منہ موڑ لیا ہے۔ درویشانِ قادیان، جو اپنے ذریعہ معاش کے انتخاب میں آپ کی طرح آزاد نہیں جن کا میدانِ عمل قادیان کی مختصر سی بستی تک محدود ہے وہ یہاں صرف اپنی نہیں ساری جماعت کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ ہمارے دل ان کے لئے محبت اور احترام کے جذبات سے مملو ہیں۔ ہم ان کے احسان مند ہیں کہ انہوں نے ہم سب کی نمائندگی کرتے ہوئے اس مقدس فریضہ کی ادائیگی میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا ہے اور دُنیا سے منہ موڑ لیا ہے۔ دنیا باوجود اپنی وسعت کے ان کے لئے محدود ہو کر رہ گئی ہے۔ ان کے ذرائع معاش محدود ہیں۔ مگر ضروریات انسانی ہم جیسی ہی ہیں۔ پس ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ شکر گزاری کے جذبات کے ساتھ ہم ان کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے خیرات کے طور پر نہیں بلکہ قدردانی اور محبت کے جذبات کے ساتھ ان کی ہر طرح امداد کریں تا وہ فارغ البالی اور بے فکری کے ساتھ مرکز سلسلہ اور شعائر اللہ کی حفاظت کے مقدس فریضہ کی ادائیگی میں دن رات مصروف رہیں۔“

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس پیغام سے ظاہر ہے کہ حضور نے بہت قیمتی الفاظ میں جماعت کے احباب کو قادیان کے درویشوں کا خیال رکھنے کی تاکید فرمائی ہے اور ظاہر ہے کہ درویشانِ قادیان اب بھی قادیان میں موجود ہیں اور ان کی ضروریات بھی ویسی ہی موجود ہیں اور جب تک درویشی کا دور رہے گا تب تک یہ ضروریات بھی لاحق رہیں گی۔

سو میں جماعتہائے احمدیہ بھارت کے تمام احباب کی خدمت میں یہ عاجزانہ درخواست کرتا ہوں کہ جس طرح آپ نے ہمت، استقلال اور اخلاص سے کام لے کر قریباً ۲۴ سال کے طویل عرصہ تک اپنے ان درویش بھائیوں کا خیال رکھا ہے اور محبت اور قدردانی کے جذبات کے ساتھ شاندار مالی قربانی کی ہے اپنی اس بے مثال قربانی کو آخر تک لے چلیں۔ مومن قربانی کے میدان میں ہمیشہ آگے ہی آگے قدم بڑھاتے چلے جاتے ہیں۔ وہ اپنی نگاہیں بلند رکھتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین رکھتے ہوئے اپنے امام کی ہر آواز پر لبیک کہتے ہیں۔

درویش فنڈ کے وعدوں کے سلسلہ میں مجھے ایک اور تجربہ بھی ہوا ہے اور وہ یہ کہ بعض احباب، جن کی مالی حالت کمزور ہوتی ہے اور وہ درحقیقت اپنی مجبوری کی وجہ سے زیادہ رقم کی قربانی نہیں کر سکتے حالانکہ ان کے دلوں میں ہر مرکزی تحریک میں حصہ لینے اور اپنے پیارے امام کی ہر آواز پر لبیک کہنے کے لئے ایک جوش ہوتا ہے، وہ کوئی چھوٹا وعدہ پیش کرنے میں جھجک محسوس کرتے ہیں۔ اور ان کی عزت نفس چھوٹے وعدے میں روک بن جاتی ہے حالانکہ اگر وہ غور کریں تو اللہ تعالیٰ کے حضور ایک غریب کی پانچ روپیہ کی قربانی ایک امیر کی پانچ ہزار روپیہ کی قربانی سے کسی طرح بھی کمتر درجہ کی نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ مال کی مقدار کو نہیں دیکھتا بلکہ اس رُوح اور جذبۂ قربانی کو دیکھتا ہے جو اس مال کے پیچھے مال دینے والے کے دل میں کارفرما ہوتا ہے۔

قصہ مشہور ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کو فروخت کیا جا رہا تھا تو تمام خریدار بے شمار زر و جواہر اپنے ساتھ لائے تھے۔ انہی خریداروں میں ایک غریب سی بڑھیا بھی تھی جو حضرت یوسف کو خریدنے کے لئے سُوت کی ایک انٹی لائی تھی اور یہی اس کی ساری پونجی تھی۔

اب اہل ذوق کا متفقہ فیصلہ ہے کہ سُوت کی وہ انٹی تمام زر و جواہرات پر بھاری تھی۔ کیونکہ مالدار لوگ تو اپنے بے انتہا مالوں میں سے صرف ”کچھ“ لائے تھے اور وہ بڑھیا اپنا ”سب کچھ“ اٹھا لائی تھی۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو اپنی کتابوں میں ایک ایک پیسہ ماہوار چندہ کا شکریہ کے ساتھ ذکر فرما کر دوستوں کے اس شبہ کا ہمیشہ کے لئے ازالہ فرما دیا ہے کہ کم مقدار کی قربانی سے ثواب میں کمی ہوتی ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کے حضور قربانی کی مقدار نہیں دیکھی جاتی بلکہ کیفیت دیکھی جاتی ہے اور اس خلوص کو دیکھا جاتا ہے جو اس قربانی کے پیچھے کام کر رہا ہوتا ہے۔ اس لئے جماعت کے وہ مخلصین جو مالی لحاظ سے کمزور ہوں ان کے دلوں میں یہ خیال آنا ہی نہیں چاہیئے کہ ان کی قربانی کی مقدار کم ہے۔ اگر قربانی کی مقدار کو ہی اصل معیار قرار دیا جائے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکباز اور جاں نثار صحابہؓ کی اُن قربانیوں کے متعلق کیا کہا جائے گا جو صرف مٹھی بھر جَو یا چند کھجوروں کی صورت میں ہُوا کرتی تھیں! ہم میں سے ہر شخص دل کی گہرائیوں سے تسلیم کرتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی وہ قربانیاں عدیم المثال تھیں۔ انہی چند کھجوروں اور مٹھی بھر جَو کی برکت ہے کہ آج ہم دنیا میں ستّر کروڑ کی تعداد میں ہیں۔ صحابہ کرامؓ کے زمانہ کے بعد جب اسلام کو فتوحات حاصل ہوئیں اور پھر مسلمانوں میں بڑے بڑے بادشاہ اور شہنشاہ ہوئے اور انہوں نے اسلامی یادگاریں قائم کرنے کے لئے کروڑوں روپے خرچ کئے لیکن ہمارا عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام کے مٹھی بھر جَو کے مقابلہ میں ان کروڑوں روپیہ کی قطعاً کوئی حیثیت نہیں اسی لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے احمدیت کے ابتدائی زمانہ میں قربانی کرنے کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:۔

”.... پس چاہیئے کہ خدا تعالیٰ پر توکل کر کے پورے اخلاص اور جوش اور ہمت سے کام لیں کہ یہی وقت خدمتگزاری کا ہے۔ پھر بعد اس کے وہ وقت آتا ہے کہ ایک سونے کا پہاڑ بھی اس راہ میں خرچ کریں تو اس وقت کے پیسے کے برابر نہیں ہوگا“

دراصل جماعت کی اجتماعیت میں بڑی قوت اور برکت ہوتی ہے۔ اور جس طرح ننھی ننھی اور کمزور بوندیں جب اجتماعیت اختیار کر کے سیلاب کی صورت میں بڑھتی ہیں تو بڑے بڑے مضبوط قلعوں کو اکھاڑ کر پھینک دیتی ہیں۔ اس لئے کسی دوست کو یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ اس کی قربانی کی مقدار کم ہے۔ کیونکہ ہمارے غریب بھائیوں کی تھوڑی تھوڑی قربانیاں جب مرکز میں پہنچ کر اکٹھی ہو جاتی ہیں تو وہ ایک بڑی مقدار بن جاتی ہیں۔ اور یہی فلسفہ ہے جماعت اور اجتماعیت کا۔ ع

فرد قائم ربط ملّت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

پس جماعت کے ہر فرد کو اپنے آپ کو دریا کا جزو بلکہ دریا سمجھنا چاہیئے۔ اُسی طرح جس طرح بوند سیلاب کا ایک جزو بلکہ خود سیلاب ہوتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ میرے جس مخلص بھائی نے مجھ سے یہ سوال کیا تھا کہ

”درویش فنڈ کب تک جاری رہے گا“

ان کے سوال کے پس پردہ اصل مفہوم یہی تھا کہ مَتٰی نَصْرُ اللّٰہِ۔ اور میں نے کوشش کی ہے کہ اپنے اس بھائی کے ظاہری سوال کا جواب عرض کر دوں۔ لیکن مَتٰی نَصْرُ اللّٰہِ کا جواب مجھ جیسے کمزور انسان کے بس کی بات نہیں۔ البتہ یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ آسمان کے فرازوں سے اس سوال کا جواب علام الغیوب کی طرف سے بہت پہلے دیا جا چکا ہے کہ

اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ

زکوٰۃ اسلام کا بنیادی رکن ہے

زکوٰۃ اسلام کا ایک اہم اور بنیادی رکن ہے۔ اور ہر وہ مسلمان جسے اللہ تعالیٰ نے مالی حیثیت سے فراخی بخش کر صاحب نصاب بنایا ہو اس پر زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہے۔ آپ جائزہ لیں ممکن ہے کہ آپ صاحب نصاب ہوں

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

موازنۂ انجیل و قرآن کریم

از محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی

(قسط نمبر دوئم)

"موازنہ انجیل و قرآن" کے موضوع پر محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل نائب ناظر تالیف و تصنیف کی جانب سے جناب طالب شاہ آبادی مدیر سہ ماہی رسالہ "ھما" لکھنؤ کے نام جو مبسوط چٹھی ارسال کی گئی تھی اسکی پہلی قسط بدر کی گذشتہ اشاعت میں دی جا چکی ہے۔ دوسری اور آخری قسط ذیل میں نقل کی جاتی ہے۔
(ایڈیٹر بدر)

موازنہ طریق نجات وغیرہ

قرآن کریم انجیل کی طرح نرا اس بات کا دعویٰ ہی نہیں کرتا کہ وہ نجات دکھلانے والا آیا ہے۔ بلکہ دعویٰ بھی کرتا ہے اور اس کے ساتھ پورا ثبوت بھی دیتا ہے۔ اوّل دعویٰ کے متعلق وہ فرماتا ہے۔

"الیوم اکملت لکم
دینکم واتممت علیکم
نعمتی"

(سورت مائدہ: ع۱)

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا ہے۔ اور اپنی نعمت یعنی تعلیم قرآنی کو تم پر پورا کر دیا ہے۔

اور پھر ایک دوسرے مقام پر اس اکمال کی تشریح کے لئے کہ اکمال کس کو کہتے ہیں فرماتا ہے۔

الم تر کیف ضرب
الله مثلا کلمة طیبة
کشجرة طیبة اصلها
ثابت و فرعها فی السماء
تؤتی اکلها کل حین
باذن ربها ویضرب
الله الامثال للناس لعلهم
یتذکرون ومثل کلمة
خبیثةٍ کشجرة خبیثةٍ
اجتثت من فوق الارض
ما لها من قرار یثبت
الله الذین اٰمنوا بالقول
الثابت فی الحیٰوة الدنیا
وفی الاٰخرة ویضل الله
الظالمین ٥

(پ۱۳- ع۱۶)

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ دینِ کامل کی مثال کیونکر بیان کرتا ہے کہ پاکیزہ بات پاکیزہ درخت کے مانند ہے۔ جس کی جڑ ثابت ہو اور اسکی شاخیں آسمان تک پہنچ رہی ہوں اور وہ ہر وقت اپنا پھل اپنے پروردگار کے حکم سے دیتا ہو اور یہ مثالیں اللہ تعالےٰ لوگوں کے لئے اس لئے بیان فرماتا ہے کہ وہ ان کو یاد کر لیں اور نصیحت حاصل کریں۔ اور ناپاک کلمہ کی مثال اس ناپاک درخت کی ہے۔ جو زمین پر سے اکھڑا ہوا ہے۔ اور اسے قرار و ثبات حاصل نہیں سو اللہ تعالےٰ مومنوں کو قولِ ثابت کے ساتھ بھی جو قول ثابت شدہ اور معقول ہے اس دنیا کی زندگی اور آخرت میں ثابت قدم کرتا ہے۔ اور جو لوگ ظلم اختیار کرنا چاہتے ہیں ان کو گمراہ قرار دیتا ہے۔ یعنی ظالم خدا تعالےٰ سے ہدایت نہیں پاتا جب تک کہ وہ خود ہدایت کا طالب نہ ہو

"اکملت لکم دینکم" صرف امور معاشرت کے متعلق ہی نہیں بلکہ خود قرآن کریم نے مذکورہ بالا آیت میں اس اکمال کی تشریح فرما دی ہے کہ اوّل اصلها ثابت یعنی اصولِ ایمانیہ اس کے ثابت اور محقق ہوں اور فی حد ذاتہ یقین کامل کے درجہ پر پہنچے ہوئے ہوں اور فطرت انسانی اس کو قبول کرے۔ کیونکہ ارض کے لفظ سے اس جگہ فطرتِ انسانی مراد ہے جیسے کہ من فوق الارض کا لفظ صاف بیان کر رہا ہے۔ غرضیکہ اصول ایمانیہ ایسے چاہئیں کہ ثابت شدہ ہوں اور انسانی فطرت کے موافق ہوں دوم دوسری نشانی اکمال کی فرماتا ہے کہ فرعها فی السماء یعنی اسکی شاخیں آسمان پر پہنچ جائیں اس کا مطلب یہ ہے کہ آسمان کی طرف نگاہ کر کے دیکھنے والوں یعنی صحیفۂ قدرت کو غور و تدبر کی نظر سے مطالعہ کرے تو اس کی صداقت انسان پر کھل جائے اور دوسرے یہ کہ وہ تعلیم یعنی اس کے فروعات جیسے اعمال کا بیان، احکام کا بیان اخلاق کا بیان یہ کمال درجہ پر پہنچے ہوئے ہوں جس سے زیادہ متصوّر نہ ہو سکے جیسا کہ ایک چیز جب زمین سے شروع ہو کر آسمان تک پہنچ جائے تو اس پر کوئی زیادت متصور نہیں ہو گی سوم پھر تیسری نشانی اکمال کی یہ فرمائی تؤتی اکلها کل حین ہر ایک وقت اور ہمیشہ کے لئے وہ اپنا پھل دے ایسا نہ ہو کہ وہ کسی وقت خشک ہو جائے اور ایسا درخت ہو جائے جو پھل و پھول سے بالکل خالی ہو گویا کامل دین کی تین نشانیاں خود بیان کر دیں ــــــــــــــــــــــــــ اور ایسے کامل دین کیلئے ان تینوں نشانیوں کا ہونا ازبس ضروری ہے ــــــــ ص۳۹

"انجیل میں ان باتوں کا کوئی ذکر نہیں مگر قرآن کریم نے بتایا ہے کہ نجات کی حقیقت کیا ہے اور پھر سچے اور حقیقی طور پر کب اور کس وقت کوئی نجات یافتہ کہلا سکتا ہے۔ نجات کے بارہ میں قرآن کریم نے فرمایا ہے

وقالوا لن یدخل الجنة
الا من کان هودا او
نصٰرٰی تلك امانیهم
قل هاتوا برهانکم ان
کنتم صادقین
من اسلم وجهه لله
وهو محسن فله اجره
عند ربه ولا خوف
علیهم ولا هم یحزنون (البقرة ع۱۳)

یعنی اہل کتاب نے کہدیا کہ بہشت میں کوئی ہرگز داخل نہ ہوگا۔ یعنی نجات نہ پائے گا مگر وہی جو یہودی ہو گا یا عیسائی دراصل یہ ان کی بے حقیقت اور فضول آرزوئیں ہیں۔ تو ان کو کہدے کہ تم اپنی دلیل و برہان اس بارہ میں پیش کرو۔ اگر تم اس دعویٰ میں سچے ہو۔ یعنی تم دکھلاؤ کہ تمہیں نجاتِ حقیقی حاصل ہو گئی ہے۔ بلکہ نجات تو اس کو ملتی ہے۔ جو اپنا سارا وجود اللہ کی راہ میں سونپ دے اور اسے وقف کر دے اور اسے اسی راہ میں پورے طور پر لگا دے اور وقف کرنے کے بعد اسے نیک کاموں پر لگا دے اور ان میں مشغول ہو جائے۔ اور ہر قسم کے اعمالِ حسنہ بجا لانے لگ جائے ایسے ہی لوگوں کو ان کا اجر ان کے رب کی طرف سے ملے گا اور ایسے لوگوں پر نہ تو ڈر ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے یعنی وہ پورے اور کامل طور پر نجات پا جائیں گے۔ اس جگہ اللہ تعالےٰ نے عیسائیوں اور یہودیوں کی نسبت فرما دیا ہے کہ وہ جو اپنی اپنی نجات یابی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ وہ صرف انکی آرزوئیں و خواہشیں ہی ہیں مگر ان آرزوؤں کی حقیقت جو زندگی کی ـــــــ اصل روح ہے ان میں ہرگز پائی نہیں جاتی بلکہ اصل اور حقیقی نجات وہ ہے جس کی حقیقت اسی دنیا میں نجات پانے والے کو محسوس و معلوم ہو جائے

اور وہ اس طرح پر ہے کہ نجات یافتہ کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ توفیق عطا ہو جائے کہ وہ اپنا تمام وجود خدا تعالےٰ کی راہ میں وقف کر دے اسطرح پر کہ اس کا مرنا اور جینا اور اس کے تمام اعمال خدا تعالےٰ کے لئے ہو جائیں۔ اور وہ اپنے نفس کے لحاظ سے بالکل کھویا جائے اور فنا ہو جائے اسکی مرضی اللہ تعالےٰ کی مرضی ہو جائے اور پھر صرف دل کے ارادہ و عزم تک یہ محدود ہو بلکہ اس کے تمام اعضاء اور جوارح اور اس کے تمام قویٰ اور عقل و فکر اور ارادہ کی تمام طاقتیں اس راہ میں لگ جائیں۔ تب یہ کہا جائے گا کہ وہ محسن ہے یعنی خدمت گذاری اور فرمانبرداری کا پورا حق اس نے ادا کر دیا اور جہاں تک اسکی بشریت سے ممکن تھا وہ اس کا حق بجا لایا ہے۔ سو ایسا شخص

نجات یافتہ ہے۔ چنانچہ ایک اور مقام پر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

قُلْ اِنَّ صَلوٰتِیْ وَنُسُکِیْ
وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ
رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَاشَرِیْکَ
لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا
اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ
(انعام ع ۷)

کہ تو کہدے کہ میری نمازیں اور عبادتیں اور میری زندگی اور میری موت سب کی سب چیزیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام عالموں کا رب ہے۔ جس کا کوئی بھی شریک اور برابر نہیں۔ اور اس مرتبہ و مقام و درجہ کے حاصل کرنے کا مجھے حکم دیا گیا ہے۔ اور میں مسلمانوں میں سے اوّل درجہ کا مسلمان ہوں۔

ازاں بعد اللہ نے اس نجات کی علامات قرآن کریم میں بیان فرمائی ہیں۔ کیونکہ اوپر والا مذکورہ بیان بھی اگرچہ ایک حقیقی نجات یافتہ کے لئے مابہ الامتیاز ہے لیکن چونکہ دنیا کی آنکھیں ایسی باطنی نجات اور وصول الی اللہ کو دیکھ نہیں سکتا۔ اور دنیا والوں پر واصل باللہ اور غیر واصل کا امر مخفی یا مشتبہ رہتا ہے۔ اس لئے اس کی علامات و نشانیاں بھی اسکے ساتھ بتلا دیں کیونکہ یوں تو دنیا میں کوئی مذہب و قوم نہیں کہ جو اپنے آپ کو غیر ناجی یا جہنمی قرار دیتی ہو اس صورت میں فیصلہ کیونکر ہو تو اس تمیز کے لئے خدا تعالےٰ نے حقیقی اور کامل ایماندار اور حقیقی اور کامل نجات یافتہ لوگوں کے لئے علامات بھی بتا دیں ہیں۔ اور ان کی نشانیاں بھی ظاہر فرمائی ہیں۔ تا دنیا کے لوگ ان کے بارہ میں شبہات میں مبتلا نہ رہیں۔ چنانچہ ان نشانیوں میں سے بعض نشانیوں کا ذکر مندرجہ ذیل آیت میں کیا گیا ہے۔

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا
خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ
یَحْزَنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ لَھُمُ
الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا
وَفِی الْاٰخِرَۃِ لَا تَبْدِیْلَ
لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ ذٰلِکَ
ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝
(یونس ع ۱۲)

یعنی خبردار ہو کر سن لو کہ یقیناً وہ لوگ جو حقیقتاً خداوند کے دوست ہوتے ہیں ان پر نہ کوئی ڈر ہوتا ہے۔ اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لاتے ہیں۔ یعنی اللہ اس کے رسول کے تابع ہوں گے اور جو لوگ پرہیزگاری اختیار کریں گے ان کے لئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے اسی دنیا کی زندگی اور نیز آخرت میں بشریٰ ہے۔ یعنی اللہ تعالےٰ خواب اور الہام کے ذریعہ سے اور نیز مکاشفات کے ذریعہ سے ان کو بشارتیں دیتا رہے گا۔ اللہ تعالےٰ کے وعدوں میں تخلّف نہیں اور یہ بڑی کامیابی ہے جو ان کے لئے مقرر کی گئی ہے۔ یعنی اس کامیابی کے ذریعہ سے ان میں اور ان کے غیروں میں فرق و امتیاز ہو جائے گا لیکن جو سچے نجات یافتہ نہیں وہ ان کے مقابل پر دم نہیں مار سکیں گے۔ ایک جگہ فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا
اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا
تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ
اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا
وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ
کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۔
نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ
الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ وَ
لَکُمْ فِیْھَا مَا تَشْتَھِیْٓ
اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْھَا
مَا تَدَّعُوْنَ نُزُلًا مِّنْ
غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ ۝
(حٰم سجدہ ع ۴)

یعنی جو لوگ یہ اقرار کرتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے اور پھر اس پر استقامت اور مداومت اختیار کر لیتے ہیں انکی نشانی و علامت خصوصی یہ ہے کہ ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ اور ان کو بشارت و خوشخبری دیتے ہیں کہ تم مت ڈرو اور نہ کچھ غم کرو —— اس بہشت کی خوشخبری سنو جس کا تم کو وعدہ دیا گیا ہے ہم جسطرح اس دنیا کی زندگی میں تمہارے دوست اور متولّی ہیں۔ ایسا ہی آخرت میں بھی ہونگے۔ اور تمہیں اس بہشت میں وہ سب کچھ دیا جائے گا جو تم مانگو غفور الرحیم کی طرف سے تمہارے لئے مہمانی ہے

اس آیت میں مکالمہ الٰہیہ اور قبولیت اور خدا تعالےٰ کا متولی اور متکفل ہونا اور پھر اسی دنیا میں بہشتی زندگی کی بنیاد ڈالنا اور ان کا حامی و ناصر ہونا بطور نشانی اور علامت کے بیان کیا گیا ہے۔

اسی طرح "تُؤْتِیْٓ اُکُلَھَا کُلَّ حِیْنٍ" والی آیت بھی اسی نشانی و علامت کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ رسمی نجات کا پانے والا ہمیشہ اچھے پھل لاتا ہے۔ اور آسمانی برکات کے پھل اس کو ہمیشہ ملتے رہتے ہیں۔ اور پھر ایک اور مقام میں فرماتا ہے کہ :-

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ
فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ، اُجِیْبُ دَعْوَۃَ
الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا
لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ
یَرْشُدُوْنَ ۝
(بقرہ)

کہ جب میرے بندے میرے بارہ میں سوال کریں اور دریافت کریں کہ اللہ کہاں ہے تو تو ان کو جواب دے کہ میں تمہارے نزدیک ہی ہوں جب وہ لوگ جو اللہ رسول پر ایمان لاتے ہیں یہ پتہ پوچھنا چاہیں کہ خدا تعالیٰ ہم سے کیا عنایات رکھتا ہے جو ہم سے مخصوص ہوں اور غیروں میں نہ پائی جاویں تو ان کو بتا دے کہ میں بالکل قریب ہوں اور تم میں اور تمہارے غیروں میں یہ فرق ہے کہ تم میرے مخصوص و مقرب ہو اور دوسرے مہجور اور دور ہوں جس کا ثبوت یہ ہے کہ جب تم میں سے کوئی دعا کرنے والا دعا کرے تو میں اس کا جواب دیتا ہوں یعنی اس سے ہمکلام ہو جاتا ہوں اور اس سے باتیں کرتا ہوں اور اس کی دعا کو پایۂ قبولیت میں جگہ دیتا ہوں۔ اس لئے چاہیئے کہ وہ بھی میرے حکموں کو قبول کریں اور مجھ پر یقین رکھیں تاکہ بھلائی حاصل کر سکیں۔

ایسا ہی کئی اور مقامات پر اللہ جلّ شانہ نے نجات یافتہ لوگوں کے نشان بیان فرمائے ہیں۔ چنانچہ ایک آیت یہ ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ
تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا
(انفال)

کہ اے ایمان والو! اگر تم اللہ تعالےٰ سے ڈرو گے تو وہ تم میں اور تمہارے غیروں میں مابہ الامتیاز پیدا کر دے گا۔ اس طرح فرماتا ہے

یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ
الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ وَیُضِلُّ
اللّٰہُ الظّٰلِمِیْنَ وَیَفْعَلُ
اللّٰہُ مَا یَشَآءُ (ابراہیم ع ۴)

کہ جو لوگ ایمان لائیں گے انہیں اللہ تعالےٰ اس قائم رہنے والی اور پاک بات کے ذریعہ سے اس دنیا کی زندگی میں بھی ثبات بخشے گا۔ اور آخرت کی زندگی میں بھی اور ظالموں کو ناکام اور ہلاک کرے گا اور اللہ تعالےٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

قرآن کریم نے ان علامات کے بیان کرنے سے دیگر کتب بالخصوص انجیل پر اپنا مابہ الامتیاز ثابت کر دیا ہے کہ وہ زندہ کلام ہے مگر انجیل میں وہ زندگی اور روح موجود نہیں ورنہ اگر مسیحی مذہب میں کوئی طریق نجات کا لکھا ہے۔ اور اس طریق کو عیسائی صحیح درست سمجھتے ہیں اور اس طریق پر چلنے والے نجات پا جاتے ہیں تو ضرور اس نجات یابی کی علامات بھی اس کتاب میں لکھی ہونگی اور سچے ایماندار جو نجات پا کر اس دنیا کی ظلمت سے مخلصی پا جاتے ہیں ان کی نشانیاں ضرور انجیل میں کچھ لکھی ہوں گی وہ نشانیاں کیا ہیں؟ اور کیا وہ عیسائی بھائیوں میں پائی جاتی ہیں یا بعض ایسے صاحبوں میں جو بڑے مقدس اور سردار و پیشوا اور اوّل درجہ پر قرار دیا جاتا ہے انہیں وہ پائی جاتی ہیں؟ اگر پائی جاتی ہیں تو ان کا ثبوت دیا جاوے اور اگر نہیں پائی جاتیں تو سمجھا جا سکتا ہے کہ جس چیز کی صحت اور درستی کی نشانی ہی نہ پائی جائے تو کیا وہ چیز اپنے اصل پر قائم اور محفوظ سمجھی جا سکتی ہے۔ ہرگز نہیں پس قرآن کریم کی تعلیم اور انجیل کی تعلیم میں یہ بڑا مابہ الامتیاز موجود ہے۔ جو قرآن کریم کی زندگی کا ثبوت ہے۔ اور انجیل کی موت کا

عیسائی مومن کہلانے والے انجیل کے بیان کے مطابق کسی پہاڑ کو ٹلانا تو درکنار کسی جزتی کو کہہ کر آگے پیچھے نہیں کر سکتے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے مباحثہ امرتسر میں یہ اعلان فرمایا کہ

قرآن کا کیا مت دیوانیں نے بچشم خود دیکھ لیا ہے اور میں پھر اللہ تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں بالمقابل اس بات کو دکھلانے کیلئے تیار ہوں لیکن اوّلاً آپ دو حرفی مجھے جواب دیں کہ آپ کے مذہب میں سچی نجات مع اس

(باقی صلا پر دیکھئے)

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عدل و انصاف

— مکرم مولانا عطاء اللہ صاحب کلیم سابق رئیس التبلیغ مغربی افریقہ

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات وہ ہستی ہے جس کی ثناخواں نہ صرف کائنات کی ہر چیز ہے۔ بلکہ خود خالق کائنات بھی ہے۔ اور اس حقیقت کا اظہار حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ایک عربی کے شعر میں اس طرح کیا ہے۔

فرماتے ہیں:۔

وَیَحمد نی اللّٰہ الوحید وجندلا
ویثنی علیک الصبح اذ ھو یشعر

دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء مخلوق کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔ اور ان میں سے صرف ایک نبی والا شان یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ جاہ و جلال کے نبی ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

انک لعلیٰ خلق عظیم

یقیناً آپ حقیقی اخلاق کے مالک ہیں اور بلاشبہ حقیقی اخلاق کا حامل نبی ہی وہ واحد نبی ہے۔ جس نے اپنی بعثت کی غرض ہی یہ بیان فرمائی ہے کہ

بعثت لاتمم مکارم الاخلاق

میری بعثت کی غرض یہ ہے کہ اخلاق عالیہ کی تکمیل کردوں اور جو اخلاق عالیہ قرآن نے بیان فرمائے ہیں دنیا کی کوئی اور کتاب اس کا عشر عشیر بھی بیان کرنے سے قاصر ہے اور تمام انبیاء کرام اور مصلحین عالم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی اس لحاظ سے عالمانہ ممتاز نظر آتی ہے کہ آپ خود اپنی تعلیم کا آپ نمونہ تھے۔ اخلاق و عمل کا جو نکتہ آپ دوسروں کو سکھاتے تھے۔ آپ خود اس کی عملی تصویر بن جاتے تھے بیوی سے بڑھکر انسان کے اخلاق کا اور کون رازدان بن سکتا ہے۔ چند اصحاب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ کے اخلاق و عادات کے متعلق استفسار کیا تو آپ نے فرمایا

کان خلقہ القرآن

یعنی جن اخلاق کی تعلیم کتاب اللہ میں دی گئی ہے۔ آپ اس کی من و عن عملی تصویر تھے۔

اس اسوہ حسنہ اور مکمل نمونہ کی خاطر ہی کائنات کیا بلکہ سارے عالمین کو پیدا کیا گیا ہے جیسے کہ خود حدیث قدسی

لولاک لما خلقت الافلاک

اس پر شاہد و ناطق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا لطیف ارشاد فرمایا ہے کہ

تمت علیہ صفات کل مزیۃ
ختمت بہ نعماء کل زمان

آپ کے وجود میں ہر قسم کی فضیلت کی صفات اپنے کمال کو پہنچ گئی ہیں اور زمانہ کی نعمتیں آپ کی ذات پر ختم ہیں

ہر مسلمان کا یہ جزو ایمان ہے کہ ہادی برحق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی مثیل نہیں آپ آئے تو طاغوت و عدوان کی تاریکیاں کافور ہو گئیں۔ آپ نے انسان کو قعر مذلت سے نکالا اور شرف انسانیت سے ہم کنار کیا اس کے سینے کو وسوسوں اور توہمات سے پاک کیا اور اس کے ذہن کو حقانیت کے نور سے منور کیا۔ خوب اور ناخوب کی تمیز سکھائی گناہ ثواب اور اوامر نواہی سے آگاہ کیا اسے زندگی کے افعال و اشغال میں توازن قائم کرنے اور انفرادی اور اجتماعی زندگی میں عدل و اعتدال کے قابل بنایا۔ رنگ و نسل امتیازات کے معدوم کئے ذات پات کے جھگڑوں کو ختم کیا۔ صبر و رضا، حلم و استغفار کی تعلیم ۔ نہ صرف حقوق اللہ اور حقوق العباد کا تعین کیا بلکہ ان میں ترجیحات قائم کیں۔ ماں باپ۔ آل اولاد بہن بھائیوں۔ ہمسایوں۔ مسلمانوں غیر مسلموں غرض پورے معاشرے کے ایک ایک فرد کے انفرادی اور اجتماعی فرائض کا تعین کیا دنیاوی امور و معاملات سمجھائے اور روحانی تسکین کے اصول بتائے

رسول پاک نے اپنے اسوۂ حسنہ احادیث اور سب سے بڑھ کر قرآن حکیم کی صورت میں وہ انمول اور لازوال خزانہ چھوڑا ہے۔ جو رہتی دنیا تک بنی نوع انسان کی دینی و دنیوی ضرورتوں کی کفالت کرتا رہے گا کسی بھی حلقے میں کوئی بھی نظیر تلاش کرتا ہو۔ رہنمائی اور دستگیری کی طلب ہو تو حضور سرور کائنات کے سوا کون مرجع ہے۔ اسرار مملکت ہوں۔ معاملات معیشت ہوں۔ امور معاشرت ہوں فرد اور اجتماع کے فرائض ہوں کوئی گوشہ اور کوئی شعبہ ایسا نہیں جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ آپ کے فرمودات اور آپ کی تعلیمات ہمارے لئے مصدر ہدایت نہ ہوں۔ دنیا مادی اعتبار سے خواہ کیسی محیر العقول ترقی کیوں نہ کرے اور انسان کیسا ہی جامع کمالات کیوں نہ ہو جائے عدل و توازن، عدل و انصاف اور روحانی عظمت، واطمینان اور باطنی سکون و آسودگی سے متعلق آپ کے بتائے ہوئے ازلی و ابدی اصولوں پر عمل کرکے اور ان کے مطابق ڈھالی ہوئی آپ کی حیات مقدسہ کی پیروی کرکے ہی انسان تمدن و معاشرت کو بے عیب بنا سکتا ہے۔

اس سلسلہ میں خاکسار حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے عدل و انصاف کے متعلق چند باتیں پیش خدمت کرتا ہے۔

(۱) کوئی شخص گوشہ نشین ہو کر بیٹھ جائے تو اس کے لئے عدل و انصاف سے کام لینا نہایت آسان ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب کے سینکڑوں قبائل سے کام پڑتا تھا۔ جو ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے۔ اور ایک کے موافق فیصلہ کرنا یقیناً دوسروں کے اندر عداوت کی آگ بھڑکانے کے مترادف تھا دوسرے عربوں میں لحاظ داری اور سفارشوں کا قبول کرنا ایک مرض تھا عرب کا کیا ذکر اس زمانہ کے متمدن ممالک میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ بڑے آدمیوں کو سزا دیتے وقت جھجکتے ہیں اور غریبوں کو سزا دیتے وقت نہیں گھبراتے اس قسم کے حالات میں عدل و انصاف کا جو نمونہ آپ نے دکھایا اس کی مثال دنیا میں کہیں نہیں پائی جاتی

ایک دفعہ ایک مقدمہ آپ کے پاس آیا ایک عورت جو خاندان مخزوم سے تعلق رکھتی تھی چوری کی — قریش کی عزت کے لحاظ سے لوگ چاہتے تھے۔ کہ وہ عورت سزا سے بچ جائے اور معاملہ دب جائے۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص محبوب تھے۔ لوگوں نے ان کو مجبور کیا کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس عورت کی سفارش کریں۔ حضرت اسامہؓ نے بات شروع ہی کی تھی کہ آپ کے چہرہ پر غصہ کے آثار ظاہر ہوئے اور آپ نے فرمایا اسامہ! یہ کیا کہہ رہے ہو پہلی قومیں اسی طرح تباہ ہوئیں کہ وہ بڑوں کا لحاظ کرتی تھیں اور چھوٹوں پر ظلم کرتی تھیں۔ اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا اور میں ایسا ہرگز نہیں کر سکتا خدا کی قسم اگر میری بیٹی فاطمہ بھی اس قسم کا جرم کرتی تو میں اسے سزا دئے بغیر نہ رہتا۔

۲۔ بدر کی جنگ میں حضرت عباسؓ جو مشرکین مکہ کی طرف سے جنگ میں شریک ہوئے تھے قید ہو گئے تھے۔ اور دیگر قیدیوں کے ساتھ ان کو بھی مسجد نبوی کے ستونوں کے ساتھ رسیوں میں جکڑ کر رکھا گیا تھا رسیاں اس انداز سے باندھی گئیں تھیں کہ حضرت عباس کراہ رہے تھے اور چونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا تھے۔ ان کے کراہنے سے آپ کو تکلیف ہو رہی تھی صحابہ نے اس تکلیف کا احساس کرتے ہوئے حضرت عباسؓ کے ہاتھوں کی رسیاں کھولدیں جس سے کراہنے کی آواز بند ہو گئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ جیسے میرے رشتہ دار ویسے ہی دوسروں کے رشتہ دار ہیں یا تو میرے عباسؓ کو بھی رسیوں سے باندھ دو یا تمام قیدیوں کی رسیاں کھولدو صحابہ کو چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف کا احساس تھا انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہم پہرہ سختی سے دے لیں گے لیکن سب

قیدیوں کی رسیاں ہم کھول دیتے ہیں چنانچہ سب قیدیوں کی رسیاں انہوں نے کھول دیں۔

(۳) عدل و انصاف کا خیال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کے موقعہ پر بھی ویسا ہی دکھایا جیسا کہ امن و صلح کے زمانہ میں قائم کیا ایک دفعہ آپ نے چند صحابہ کو خبر رسانی کے لئے بھیجا دشمن کے کچھ آدمی ان کو حرم کی حد میں مل گئے صحابہ نے اس خیال سے کہ اگر ہم نے ان کو زندہ چھوڑ دیا تو یہ مکہ والوں کو مخبری کر دیں گے۔ اور ہم مارے جائیں گے ان پر حملہ کر دیا جس کے نتیجہ میں کفار کا ایک آدمی مارا گیا۔ جب یہ سراغرسانی والا قافلہ واپس مدینہ پہونچا تو اہل مکہ کا ایک وفد بھی اُن کے خلاف شکایت کرنے کے لئے دربار رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ انہوں نے حرم کے اندر ہمارے دو آدمی مار دیئے ہیں دیکھئے جو لوگ حرم کے اندر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی گنتی کے صحابہ اور صحابیات پر ظلم کرتے رہتے تھے۔ ان کو جواب تو یہ ملنا چاہئے تھا کہ تم نے کب حرم کا احترام کیا ہے۔ کہ تم ہم سے حرم کے احترام کی امید رکھتے ہو مگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جواب نہیں دیا بلکہ فرمایا کہ واں بے انصافی ہوئی ہے کیونکہ ممکن ہے اس خیال سے کہ حرم میں وہ محفوظ ہیں انہوں نے اپنے بچاؤ کی پوری کوشش نہ کی ہو اسلئے آپ نے لوگوں کو خون بہا دیا جائیگا چنانچہ آپ نے قتل کا وہ فدیہ جس کا عربوں میں دستور تھا ان کے ورثاء کو ادا کیا۔

(۴) خیبر کے یہودیوں سے جب صلح ہو کر وہاں کی زمین مجاہدین میں تقسیم کر دی گئی تو حضرت عبد اللہ بن سہل ایک دفعہ کھجوروں کی بٹائی کے لئے گئے محیصہ ان کے چچیرے بھائی بھی ساتھ گئے۔ عبد اللہ ایک گلی میں جا رہے تھے کہ کسی نے ان کو قتل کر کے لاش ایک گڑھے میں ڈالدی حضرت محیصہ نے دربار رسالت میں استغاثہ کرتے ہوئے فریاد رسی چاہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم قسم کھا سکتے ہو کہ یہودیوں نے ان کو قتل کیا ہے محیصہ نے عرض کی کہ میں نے آنکھوں سے نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا تو یہود سے حلف لیا جاسکے محیصہ نے عرض کی "یا رسول اللہ یہودیوں کی قسم کا کیا اعتبار یہ سو فیصدی جھوٹی قسم کھا لیں گے"

اب حقیقت یہ ہے کہ خیبر میں یہود کے سوا اور کوئی قوم آباد نہیں تھی۔ یہ یقینی تھا کہ یہودیوں نے ہی حضرت عبد اللہ بن سہل کو قتل کیا ہے تاہم چونکہ کوئی عینی شہادت نہ تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود سے تعرض نہیں فرمایا اور خون بہا کے سو اونٹ بیت المال سے دلوائے۔

اس عدل و انصاف کا ہی یہ ثمرہ تھا کہ مسلمان تو ایک طرف یہود بھی جو قرآنی آیت ولتجدن اشد الناس عداوۃ کے مطابق آپ کے شدید ترین دشمن تھے۔ ۔۔۔ ان کی شریعت کے مطابق ان کے فیصلہ جات خود حضور پُر نور صادر فرماتے

(۵) بزرگان کرام! عدل و انصاف کا سب سے نازک پہلو یہ ہے کہ خود اپنے مقابلہ میں بھی حق کا رشتہ چھوٹنے نہ پائے ایک دفعہ آپ مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے لوگوں کا گرد و پیش ہجوم تھا اور اس اژدحام میں ایک شخص منہ کے بل آپ پر گرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک پتلی سی لکڑی تھی جس کا سرا اتفاقاً اس کے منہ میں لگ گیا اور خراش آگئی رسول پاک نے فرمایا مجھ سے انتقام لے لو صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے معاف کر دیا۔

مرض الموت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجمع عام میں اعلان فرمایا کہ اگر میرے ذمہ کسی کا قرض ہو یا اگر میں نے کسی کی جان و مال و آبرو کو صدمہ پہونچایا ہو تو میری جان و مال و آبرو حاضر ہے اس دنیا میں وہ انتقام لے لے مجمع میں سناٹا تھا صرف ایک شخص نے چند درہم کا دعویٰ کیا جو دلوا دیئے گئے۔

آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند جلیل اور عاشق صادق حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ کا ایک اقتباس پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں حضور فرماتے ہیں

"میرا مذہب یہ ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو الگ کیا جاتا اور کل نبی جو اس وقت تک گذر چکے تھے سب کے سب اکٹھے ہو کر وہ کام اور وہ اصلاح کرنا چاہتے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہرگز نہ کر سکتے ان میں وہ دل وہ قوت نہ تھی جو ہمارے نبیؐ کو ملی تھی اگر کوئی کہے کہ یہ نبیوں کی معاذ اللہ سوء ادبی ہے تو وہ نادان مجھ پر افتراء کرے گا میں نبیوں کی عزت اور حرمت کرنا اپنے ایمان کا جزو سمجھتا ہوں۔ لیکن نبی کریمؐ کی فضیلت کل انبیاء پر میرے ایمان کا جزو اعظم ہے۔ اور میرے رگ و ریشہ میں ملی ہوئی بات ہے۔ یہ میرے اختیار میں نہیں کہ اس کو نکال دوں بد نصیب اور آنکھ نہ رکھنے والا مخالف جو چاہے سو کہے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کام کیا ہے جو نہ الگ الگ اور نہ مل مل کر کسی سے ہو سکتا تھا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات پیش آمدہ کی اگر معرفت ہو اور اس بات پر پوری اطلاع ملے کہ اس وقت دنیا کی کیا حالت تھی اور آپ نے آکر کیا کیا تو انسان وجد میں آکر اللھم صلی علی محمد کہہ اٹھتا ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ خیالی اور فرضی بات نہیں ہے۔ قرآن شریف اور دنیا کی تاریخ اس امر کی پوری شہادت دیتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا درحقیقت وہ کیا بات تھی جو آپ کے لئے مخصوصاً فرمایا گیا ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ کسی دوسرے نبی کے لئے یہ صدا نہیں آئی پوری کامیابی اور پوری تعریف کے ساتھ یہی ایک انسان دنیا میں آیا جو محمدؐ کہلایا صلی اللہ علیہ وسلم ۔۔۔ میں پھر کہتا ہوں کہ کسی نبی کو یہ شوکت اور یہ جلال نہ ملا جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا بکری کو اگر ہر روز گوشت کھلاؤ تو وہ گوشت کھانے سے شیر نہ بن سکے گی شیر کا بچہ ہی شیر ہوگا پس یاد رکھو یہ بات سچ ہے کہ اس نام کا مستحق اور واقعی حقدار ایک تھا جو محمدؐ کہلایا یہ داد الٰہی ہے۔ جس کے دماغ میں چاہے یہ قوتیں رکھ دیتی ہے اور خدا خوب جانتا ہے کہ ان قوتوں کا محل اور موقعہ کون ہے ہر ایک کا کام نہیں کہ اس راز کو سمجھ سکے۔

(الحکم مورخہ ۱۷ر جنوری ۱۹۰۱ء)

سنسکرت زبان کا ایک لفظ

(بقیہ صفحہ ۴)

ان کے ویران گھر کی جائیداد نہیں ہے اور نہ ان کے پھٹے ہوئے جامہ دان کے یہ کپڑے ہیں بلکہ وہ تمام الفاظ چوری کے مال کی طرح ہیں یا مانگے ہوئے اسباب کی مانند ہیں کہ سکینوں کے گھر میں پائے جاتے ہیں۔

سنسکرت کے علماء تسلیم کرتے ہیں کہ سنسکرت کے کل مصادر زیادہ سے زیادہ دو ہزار کے قریب ہیں جن میں سے بہت سے گم ہو چکے ہیں اس لئے سنسکرت کا دارومدار ترکیب الفاظ پر ہے کیونکہ مفرد الفاظ کے لحاظ سے سنسکرت کا مادہ نہایت ہی قلیل ہے جو عربی زبان کے لغت کے ایک گوشہ میں سما سکتا ہے۔

۱۰ اوپر بیان ہوا ہے کہ سنسکرت کے مفرد الفاظ کسی مسکین کے گھر کے سامان کی طرح ہیں چنانچہ لفظ "فرخ" سے سنسکرت میں مندرجہ ذیل الفاظ گھڑے گئے ہیں۔

أ۔ PRITH-ak: چوڑے پن سے

ب: PRITH-A: ہاتھ کی ہتھیلی (بلحاظ چوڑائی کے)

ج: PRITH-ka: چوڑا کیا گیا چاول

د: PRITH-la: چوڑا اور بڑا

ر: PRITH-VAKSH-as: چوڑی چھاتی والا

و: PRITH-as: چوڑائی

ز: PRITH-na: چوڑا کرنا

ہ: PRITH-la-OG-OS: بڑی طاقت والا (OZ = OG عز طاقت)

ی: PRITH-ag GANA: علیحدہ نسل (ZN = GN فنو نسل)

نوٹ:۔ سنسکرت حروف تہجی میں z موجود نہیں اس لئے z کی آواز کو سنسکرت والے اکثر G سے ادا کرتے ہیں اس لئے عز = OG غنو GAN۔ بعض ملک کے لوگ حرف "ز" بولنے پر قادر نہیں ہو سکتے (منن الرحمان) اسی طریق پر عربی زبان کے ایک لفظ سے سنسکرت میں بعض دفعہ ۵۔ ۱۰۔ ۲۰۔ ۳۰۔ الفاظ تک بنا لئے جاتے ہیں۔ "مفلس کی چادر ہی اس کا اوڑھنا اور بچھونا" سنسکرت وغیرہ دنیا کی کل زبانیں تغیرات بعیدہ سے نکلی ہیں تاہم کامل غور کرنے اور قواعد پر نظر ڈالنے سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ ان زبانوں کے کلمات اور الفاظ مفردہ عربی سے ہی بار بار کر طرح طرح کے قالبوں میں ڈالے گئے ہیں۔ (منن الرحمان)

آپ کا چندہ اخبار بدر ختم ہے

مندرجہ ذیل خریداران اخبار بدر کا چندہ ماہ فتح ۱۳۵۰ ہش (ماہ دسمبر ۱۹۷۱ء) میں کسی تاریخ کو ختم ہو رہا ہے۔ ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ اپنی اولین فرصت میں ایک سال کا چندہ مبلغ دس روپئے بھجوا کر ممنون فرماویں۔ تاکہ ان کے نام اخبار جاری رہ سکے اگر اُن کی طرف سے چندہ وصول نہ ہوا تو چندہ ختم ہونے کی تاریخ کے بعد ان کے نام اخبار بدر کی ترسیل بند کر دی جائے گی۔

امید ہے کہ اخبار کی افادیت کے پیشِ نظر تمام احباب جلد رقم ارسال کر کے ممنون فرماویں گے ان احباب کو بذریعہ چٹھی بھی اطلاع دی جا رہی ہے۔ **مینیجر اخبار بدر قادیان**

نمبر خریداری	اسماء خریداران	نمبر خریداری	اسماء خریداران
۱۰۱۶	احمدی اینڈ کو	۱۴۴۱	مکرم شیخ بنی اسمٰعیل صاحب۔
۱۰۲۳	مکرم غفار خان صاحب	۱۴۴۳	" ضیاء العارفین صاحب۔
۱۰۳۳	" سید غلام ابراہیم صاحب	۱۴۶۰	" منظور احمد صاحب
۱۰۴۰	" سید برکات احمد صاحب	۱۴۶۹	" عبدالشکور صاحب فاروقی۔
۱۰۴۹	" عبدالرحمٰن خان صاحب۔	۱۴۷۱	" ایس۔ ایم عمران صاحب۔
۱۱۰۳	" نور الدین صاحب	۱۴۷۶	" بشیر الدین احمد صاحب۔
۱۱۳۲	" سید داؤد احمد صاحب	۱۴۸۲	" قریشی محمد الیاس صاحب۔
۱۱۵۳	" فضل الرحمٰن صاحب	۱۴۸۸	" محمد معین الدین صاحب۔
۱۲۰۱	" محمد صلاح الدین صاحب قمر	۱۵۸۵	" محمد جمیل صاحب عباسی۔
۱۲۰۶	" محمد شفیع صاحب۔	۱۶۲۰	" محمد صادق صاحب۔
۱۲۳۴	" حمید احمد صاحب	۱۶۶۷	" احمد حسین صاحب۔
۱۲۳۷	" سیٹھ محمد عبدالحی صاحب	۱۶۷۸	" مولوی ندیم اللہ صاحب۔
۱۲۷۸	" ڈاکٹر اے۔ رشید صاحب	۱۶۸۳	" سید شمس الدین صاحب۔
۱۲۸۰	" سید فضل احمد صاحب	۱۶۹۳	" مولوی بشیر الدین عبید اللہ صاحب
۱۲۹۶	" ڈاکٹر ایم الشرف صاحب	۱۶۹۶	" صلاح الدین فاضل صاحب۔
۱۳۰۱	" سید محمد ابان صاحب	۱۷۱۱	" قریشی محمد ناصر صاحب۔
۱۳۰۶	" چوہدری محمد ابراہیم اینڈ عبدالحفیظ	۱۷۱۷	" ڈاکٹر اے۔ آر۔ خان صاحب
۱۳۴۹	" غلام نبی صاحب۔	۱۷۱۹	" ایم۔ اے باقی صاحب۔
۱۳۵۳	" عبدالرزاق صاحب۔	۱۷۲۰	" مرزا شریف احمد بیگ صاحب۔
۱۳۵۹	" محمد سلیم صاحب نور	۱۷۲۳	" ایم۔ زیڈ۔ دین صاحب۔
۱۳۶۰	" این سلام صاحب	۱۷۲۶	" عبدالمجید صاحب مضطر۔
۱۳۶۲	" میر غلام محمد صاحب۔	۱۷۲۷	" عبدالمنان صاحب ظفر۔
۱۳۶۳	" عبدالعزیز خان صاحب	۱۷۳۳	" محمد اسلم صاحب۔
۱۳۶۵	" بشیر احمد صاحب بانڈے۔	۱۷۳۴	" پی۔ ایچ۔ اسمٰعیل صاحب۔
۱۳۶۸	" طارق احمد صاحب	۱۷۳۶	" حمید الدین صاحب۔
۱۳۷۲	" محمد علی صاحب گھڑی ساز	۱۷۳۷	" عبدالباسط خان صاحب۔
۱۳۸۷	" محمد اعظم صاحب	۱۷۴۰	" مسز قیصر احمد صاحب
۱۳۹۱	" محمد منصور احمد صاحب	۱۷۴۳	" غلام حیدر خان صاحب۔
۱۳۹۹	" سید جہانگیر علی صاحب	۱۷۵۴	" محمد اکرم صاحب جاوید
۱۴۰۰	" قمر الدین صاحب۔	۱۷۸۳	" ایم۔ محمود صاحب۔
۱۴۰۱	" این۔ کے۔ بخش صاحب۔	۱۷۸۶	" محمد بشیر صاحب۔
۱۴۰۲	" ابو ناصر صاحب	۱۷۸۸	" رحیم بخش صاحب۔
۱۴۰۴	" چوہدری شمس الدین صاحب۔	۱۷۹۶	" ایس۔ این جمیل احمد صاحب۔
۱۴۰۶	" محمود علی صاحب ایڈووکیٹ	۱۸۱۸	لائبریری رحمانیہ انٹر کالج
۱۴۰۸	" یو۔ ابراہیم صاحب۔	۱۸۷۸	مکرم تقدیر احمد خان صاحب۔
۱۴۰۹	مکرمہ زاہدہ بیگم صاحبہ	۱۹۱۲	" وی۔ عبدالرحیم صاحب۔
۱۴۱۳	مکرم ناصر احمد صاحب۔	۱۹۱۳	" ریاض احمد خان صاحب۔
۱۴۳۱	" ایچ۔ اے قریشی صاحب۔	۱۹۲۱	" ریاض احمد صاحب۔
۱۹۸۰	مکرم این۔ حامد صاحب۔	۱۹۸۲	مکرم رفیق احمد صاحب۔

اداریہ .... بقیہ صفحہ (۲)

دو مخلص فریقوں کا۔ ایک فریق تو درویش بن کر اُن فرائض کو سرانجام دے رہا ہے جو وقت کے حالات کے تقاضا سے مرکزِ سلسلہ میں رہ کر ان پر قدرتِ حق نے ڈالا ہے۔ اور خدا کے فضل سے وہ اس فرض کو اپنی ہمت اور توفیق سے پورا کر رہے ہیں (خلوصِ نیات کے ساتھ ان کی بھرپور کوشش کے باوجود جو کمی اس سلسلہ میں رہ جائے خدا اپنے فضل سے اُسے پورا کرتا چلا جائے۔)

اور دُوسرا فریق وہ ہے جسے حضور انور نے اپنے اس پیغام میں آج سے کم و بیش دو سال قبل خطاب فرمایا۔ اب مسابقت کی روح کو قائم رکھتے ہوئے اس دوسرے فریق کا کام ہے کہ اپنے رنگ میں پہلے فریق سے مسابقت دکھانے کی سعی کرے اور اپنے پاکیزہ اموال سے اس قدر حصہ لے کہ نہ صرف اس فنڈ کے مقتضیات پورے ہوں بلکہ اس کی مقدار بڑھ جائے۔ اور اسی بڑھ جانے کا نام مسابقت ہے۔

اس فنڈ میں حصّہ لیتے ہوئے حضور انور کے ان بڑے ہی پیارے الفاظ کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھیں جن کا آخری فقرہ نہایت درجہ اہم اور مالی حصّہ لینے والے کے لئے گویا تعویذ ہے:-

"پس ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ شکر گزاری کے جذبات کے ساتھ ہم اُن کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر مقدم رکھیں اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے **خیرات کے طور پر نہیں ــــ بلکہ قدر دانی اور محبّت کے جذبات کے ساتھ** اُن کی ہر طرح امداد کریں تا وہ فارغ البال اور بے فکری کے ساتھ مرکزِ سلسلہ اور شعائر اللہ کی حفاظت کے مقدس فریضہ کی ادائیگی میں دن رات مصروف رہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کے اموال میں اور زیادہ برکت دے گا انشاء اللہ تعالےٰ"۔

موازنۂ انجیل و قرآن کریم

بقیہ صفحہ (۸)

کی علامات کے پائی جاتی ہے یا نہیں اگر پائی جاتی ہے تو دکھلاؤ پھر اس کا مقابلہ کرو۔ اگر نہیں پائی جاتی تو آپ صرف اتنا کہہ دو کہ ہمارے مذہب میں نجات نہیں پائی جاتی۔ پھر میں یکطرفہ ثبوت دینے کے لئے مستعد ہوں"۔

چنانچہ عبداللہ آتھم کی طرف سے یہ اعلان ہوا کہ ہم میں نشان نمائی کی طاقت نہیں آپ یکطرفہ نشان حسب وعدہ دکھائیں جس پر حضرت اقدس نے انجام آتھم کے بارے میں نشان پیش کیا اور جب عبداللہ آتھم نے اس بارے میں جھوٹ سے کام لے کر اخفاءِ حق سے کام لیا تو اس کا تعاقب کر کے اسے اسی نشان کے دوسرے پہلو کا شکار بنا کر گرایا اور سب اقوام کے لئے اسے نشان الٰہی بنا دیا۔ طالب حق کے لئے اس موازنہ کے ذریعہ سے قرآن کریم کا جو امتیاز سامنے آتا ہے کافی ہے ھو یھدی الٰی بنی اقوم۔ کیا ہم توقع رکھیں کہ پادری برکت اللہ صاحب اس بارہ میں کچھ خامہ فرسائی کریں گے؟

درخواست دعا

اہلیہ ام آمنہ بیگم صاحبہ دو سال سے بیمار ہیں۔ پتّہ کی پتھری تشخیص ہونے پر سوا ماہ قبل اس کا اپریشن ہوا۔ بعد میں پھر ایک دفعہ زخم کھولا گیا۔ ضعف کے شدید دورے ہوتے ہیں۔ پہلے اس کی وجہ معلوم نہیں ہو سکی۔ اب گیارہ ٹیسٹ امرتسر میں ہوئے ہیں پھر ادویہ تجویز ہوئیں۔ لیکن اس کے بعد چند اور عوارض ظاہر ہو گئے۔ ۱۲ر ماہ رواں (نومبر) سے وہ بالکل فریش ہو گئی ہیں۔ حالت ماہ سے ان دوروں سے نزع کی سی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اپنے رحم و کرم سے ان کو شفاء عاجلہ کاملہ عطا کرے آمین۔ خاکسار ملک صلاح الدین قادیان

خوش قسمت ہیں وہ دوست جو یہ سعادت حاصل کریں

دارالمسیح کے تمام مکانات کو اللہ تعالےٰ نے اپنی برکت اور تقدّس سے نوازا ہے کیونکہ یہ وہ مقدس مقامات ہیں جہاں اللہ تعالےٰ کے ایک برگزیدہ نبی اور سیّدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام اور اسلام کے شیدائی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی پاک زندگی بسر کی۔ اور جہاں دن رات اللہ تعالیٰ کی تازہ بتازہ وحی لے کر خدا تعالیٰ کے فرشتے نازل ہوتے رہے۔ اور جہاں سے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے اللہ تعالےٰ کی تائید ونصرت سے زبردست منصوبے اور پروگرام مرتب ہوئے۔

زندہ قومیں اس قسم کے مقاماتِ مقدسہ کو جان و دل سے عزیز سمجھ کر ان کی حفاظت بھی کرتی ہیں۔ اور یہ کوشش ہمیشہ کرتی رہتی ہیں کہ یہ مقامات آنے والی نسلوں کی زیارت گاہ بننے کے لئے محفوظ اور مضبوط رہیں۔ اور ان کی دیکھ بھال اور مرمت کا ایک مستقل سلسلہ جاری رہے۔

دارالمسیح کے مکانات جن میں سے بعض ڈیڑھ دو صدی قبل تعمیر ہوئے تھے۔ بہر حال مرورِ زمانہ کے اثرات سے متاثر ہو رہے ہیں۔ اور جماعتِ احمدیہ کا یہ فرض ہے کہ ان کی بروقت مرمت کا بہترین انتظام کرے تاکہ آنے والی نسلیں ان مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کے ساتھ ہمارے لئے دعائیں کریں کہ ہم نے فرض شناسی کے ساتھ کام لیا ہے۔ اور یہ امانت بحفاظت ان تک پہنچائی ہے۔"

دارالمسیح کے ایریا کے مکانات خدا کے فضل سے کافی وسیع رقبہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ مرمت کا تقاضا کرتے رہتے ہیں۔ ہماری جماعت کا یہ فرض ہے کہ ہم اپنی ضروریات کو مؤخر کرتے ہوئے بھی اس تقاضا کو بہر حال پورا کریں۔

اس وقت اس غرض کے لئے آٹھ ہزار (-/8000) روپے کی رقم درکار ہے۔ اگر جماعت کے مالدار دوست اس طرف توجہ فرمائیں تو اس کام کو انجام دیا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ بھی ضروری نہیں کہ صرف مالدار مخلصین پر ہی یہ کام چھوڑ دیا جائے۔ جماعت کا غریب طبقہ بھی اس سعادت میں اپنی حیثیت کے مطابق حصہ لے سکتا ہے۔ چاہے وہ سالانہ پانچ ہی روپے اس مد میں ادا کریں۔ جب ساری جماعت کا روپیہ جمع ہوگا تو انشاء اللہ وہی ہزاروں کی شکل اختیار کر لے گا۔

لہذا جماعت کے مخلصین سے درخواست ہے کہ مالدار احباب اپنی حیثیت کے مطابق اور جماعت کے غرباء اپنی طاقت کے مطابق اس کارِ خیر میں حصہ لے کر ممنون فرماویں۔

ایسی تمام رقوم "مرمت مقاماتِ مقدسہ" کی مد میں مکرم محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام ارسال فرماویں جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

مجاہدین چندہ تحریک جدید توجہ فرمائیں

سیّدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ چندہ تحریک جدید کی اہمیت کے بارے میں احباب تک پہنچ چکا ہے۔ پہلا مرحلہ یہ ہے کہ احباب جلد وعدے بھجوائیں۔ بحمد اللہ اس وقت تک تقریباً ۳۵½ ہزار روپے کے وعدے موصول ہو چکے ہیں۔ جن کی اطلاع دعا کے لئے حضور کی خدمتِ مبارک میں بھیجا جا رہا ہے۔ خوش قسمت احباب نے سو فیصدی ادائیگی کر کے السّابقون الاوّلون میں شمولیت کر لی ہے۔ اللہ تعالےٰ سب کو ایسا خوش نصیب بنائے آمین۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

تفسیرِ صغیر کے شائقین کے لئے خوشخبری

دیدہ زیب ایڈیشن جلد قادیان سے شائع ہو رہا ہے

احباب جماعت کی خدمت میں یہ خوشکن اطلاع دی جا رہی ہے کہ نظارت دعوۃ وتبلیغ قادیان نے تفسیرِ صغیر جو اس وقت یہاں نایاب تھی طبع کرنے کا انتظام کیا ہے۔ بڑی شدت سے اس کمی کو محسوس کیا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ امید ہے کہ آخری جنوری ۱۹۷۲ء تک تفسیرِ صغیر چھپ کر تیار ہو سکے گی۔ دوستوں کو چاہیئے کہ ابھی سے حسب ضرورت نسخے ریزرو کروالیں۔ ہدیہ فی نسخہ مبلغ اٹھارہ روپے ہوگا۔ علاوہ محصولِ ڈاک جو بمع پیکنگ خرچ کم وبیش پانچ روپے ہوگا۔ البتہ جو دوست ۳۱ر جنوری ۱۹۷۲ء تک پوری رقم بطور پیشگی بھجوا دیں گے انہیں ایک روپیہ فی نسخہ رعایت دی جائے گی علاوہ محصولِ ڈاک جو بمع پیکنگ خرچ کم وبیش پانچ روپے گا۔ تاجرانہ طریق پر ایک درجن یا زائد نسخے منگوانے پر ایک روپیہ فی تفسیر کمیشن دیا جائے گا۔

ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان

سو فیصدی ادائیگی کرنیوالی جماعتوں کی فہرست

چندہ وقفِ جدید سو فیصدی ادا کرنے والی جماعتوں کی فہرست زیرِ ترتیب ہے۔ وہ جماعتیں جن کے وعدے سو فیصدی یا پچانوے فی صدی ادائیگی کی اطلاع دفتر میں پہنچ جائے گی یا رقم داخلِ خزانہ ہو جائے گی ان جماعتوں کے نام نیز صدر صاحبان، سیکرٹریانِ مال اور اعزازی کارکنانِ وقفِ جدید کے اسماء گرامی بغرضِ دعا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں مورخہ ۲۵ر فتح (دسمبر) تک پیش کر دیئے جائیں گے۔ انشاء اللہ۔ احباب کرام اس نادر موقع سے خاطر خواہ مستفید ہوں۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

ولادت اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے خاکسار کو مورخہ ۱۷ر نبوت (نومبر) بروز اتوار پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے عزیز نومولود کا نام "محمد لقمان" تجویز فرمایا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ عزیز نومولود کو نیک صالح اور خادمِ دین بنائے نیز صحت وسلامتی والی لمبی عمر سے نوازے آمین۔

خاکسار محمد سلیمان بہاری قادیان۔

درخواستِ دعا مکرم گیانی عبد اللطیف صاحب درویش کی اہلیہ صاحبہ کافی عرصہ سے بیمار ہیں علاج جاری ہے احباب اُن کی شفائے کامل وعاجل کیلئے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے آمین (اسسٹنٹ ایڈیٹر)

ہم سے خریدیے

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ہر ماڈل کے ٹرکوں اور گاڑیوں کے ہر قسم کے پرزہ جات کے لئے آپ ہماری خدمات حاصل کریں۔

کوالٹی اعلیٰ ــــــــ نرخ واجبی

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ نمبر ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA-1

تار کا پتہ:- "Autocentre" } فون نمبرز { 23—1652 23—5222